وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

جنکو رضی اللہ عنہم کی بشارت مل چکی
ہیں یقیناً جنتی وہ جملہ اصحابِؓ نبیؐ

خواہ قبل و خواہ بعدِ فتح مکّہ کی مدد
وعدۂ حسنیٰ کی سبکو مل گئی حق سے سند

کی ثنا جنکی خدا و مصطفےٰ نے اسقدر
تو بھی جان و دل سے اُنکی عزت و تکریم کر

الحمد للہ کہ رسالہ نمبر ۱۳۷ الموسوم بہ

خنجر بُرّان

یعنی

رسالۃ فی کیفیۃ المناظرۃ مع الشیعۃ و ردّ علیہم کا ترجمہ

تالیف العالم الفاضل السید احمد بن زینی دحلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ

جسمیں

شیعوں سے مناظرہ اور اُن کی تردید کا طریقہ بتایا گیا ہے

جسے

دائرۂ اصلاح لاہور نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عُرس کی تقریب پر
بافادۂ اہلسنت ماہ شعبان ۱۳۴۲ھ میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا

(مطبوعہ کریمی پریس لاہور۔ نزد کوتوالی قدیم)

ذخیرہ
1849
Marfat.com

59818

عرض حال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"الحجج القطعیہ لاتفاق الفرق الاسلامیہ" کا اردو ترجمہ "مناظرہ نادرہ" ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔ اس عربی رسالہ کے تیسویں صفحہ سے ایک اور رسالہ شروع ہوتا ہے۔ جس کی پیشانی پر "رسالة فی کیفیة المناظرة مع الشیعة والرد علیهم تالیف العالم الفاضل السید احمد بن زینی مفتی الشافعیة کان بمکة المحمیة تغمده الله برحمته ورضوانه" لکھا ہے۔ یہ رسالہ اکاون ۵۱ صفحہ تک چلا گیا ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اس رسالہ میں بتایا گیا ہے۔ کہ شیعوں سے مناظرہ کس طرح کرنا چاہیئے۔ اس کے مؤلف شیخ الاسلام سید احمد سید زینی دحلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ ہیں۔ جو بہت سی نادر کتب اسلامیہ کے مشہور مصنف ہیں۔ ہم نے مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب رضوی خطیب مسجد وزیر خان مرحوم کی کتب خانہ میں انہی کی ایک تاریخی کتاب "فتوحات الاسلامیہ" جس کے حاشیہ پر انہی کی دوسری کتاب خلاصة الکلام فی بیان امراء بیت الحرام سنہ ۱۳۱۱ھ کی بار دوم مطبوعہ مطبع میریہ بمکة المحمیہ ہے۔ کتاب "فتوحات الاسلامیہ" سات سو صفحوں سے زائد پر تمام ہوئی ہے۔ اور اس میں حضور علیہ السلام کے زمانہ کے بعد سے لیکر سنہ ۱۲۹۶ھ تک کے حالات ہیں۔ حضرت محمود غزنوی اور اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالے علیہما کی فتوحات کا بھی ذکر ہے۔ فرقہ وہابیہ نجدیہ کے رد میں کتاب الدرر السنیہ بھی سید احمد صاحب ہی کی تالیف ہے۔ مجدد مأۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مؤلف رد الرفضۃ وغیرہ نے مکہ مکرمہ میں علم حدیث انہی سے پڑھا تھا۔ رسالہ ہذا ہمیں مولانا نجم الدین صاحب دیوبندی نے عطا فرمایا۔ اور اس کا ترجمہ مولانا سید احمد صاحب ابو البرکات فرزند مولانا دیدار علی شاہ صاحب نے کیا جو بریلی کے فیض یافتہ ہیں۔ جزاہم اللہ تعالے۔ پس یہ رسالہ دیوبندی اور بریلوی علماء کی عنایت کا ثمرہ ہے۔

Marfat.com

1849

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم اجمعین ۔ اما بعد ۔ مندرجہ ذیل کلمات وہ ہیں۔ جن کو میں نے اپنے شیخ سے متفرقہ مجالس میں مکرر سہ کرر سنا۔ شیخ علیہ الرحمتہ ان کلمات کو اس غرض سے اپنے درسوں میں بیان کیا کرتے تھے۔ کہ سامعین ان سے نصیحت حاصل کریں۔ اور اہلِ بدعت کے دھوکے میں نہ آئیں۔ کیونکہ بعض بدعتی گمراہ لوگ حج کے موقع پر داخل مکہ ہو کر طرح طرح کے شبہات اپنی کجروی اور گمراہی کی وجہ سے ناواقف اہلسنت والجماعت کے دلوں میں ڈالتے تھے۔ لہذا شیخ علیہ الرحمتہ لوگوں کو اہل بدعت کے اختلاط سے ڈرایا کرتے تھے۔ اور طلبأ کو سکھایا کرتے کہ اہل سنت کو کس طرح عقلی اور نقلی دلائل سے بدعتیوں سے بحث و مناظرہ میں استدلال کرنا چاہیے۔ شیخ جبتک مکہ مکرمہ میں رہے اُن کے خوف سے کسی بدعتی کو مجال نہ ہوئی کہ اپنے آپ کو ظاہر یا اپنے مافی الضمیر کو علانیہ بیان کرسکے۔ اس طرح شیخ رحمتہ اللہ علیہ سے چار مذہبوں کے مخالفین جو مدعیٔ اجتہاد ہیں خوف کھاتے تھے۔ اور ایسے ہی طائفہ وہابیہ کو ان سے خوف وہراس تھا۔ کیونکہ شیخ مخالفین پر حجت تھے۔ اور ان کو دلائل عقلیہ اور شواہد نقلیہ سے الزام دیا کرتے تھے۔

مناظرہ سے پہلے ایک اصل قائم کرلینی چاہیئے

مخفی نہ رہے کہ مناظرین خواہ فنون مناظرہ کے کسی فن میں مناظرہ کریں۔ اُن کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ ایک ایسی اصل قائم کرلیں جو دونوں کے نزدیک مسلمہ ہو اور جسکی طرف وہ وقت اختلاف رجوع کرسکیں۔ مثلاً اگر کسی مسئلہ فقہیہ میں حنفی وشافعی کا مناظرہ ہو تو وہ دونوں کتاب وسنت یا اجماع وقیاس کی طرف رجوع کریں۔ پس اگر فریقین میں سے ایک نے ان اصولِ اربعہ مذکورہ سے اپنی دلیل قائم کردی۔ اور دوسرا دلیل پیش کرنے سے عاجز رہا تو غلبہ اسی کو ہوگا جس نے دلیل قائم کی۔ لیکن جب فریقین کے لئے کوئی اصل مسلمہ ایسی نہ ہو جسکی طرف دونوں عندالاختلاف رجوع کریں یعنے فریقین میں سے ایک ایسی اصل کیطرف

Marfat.com

رجوع کرنیوالا ہو جس کو دوسرا تسلیم نہیں کرتا تو اس صورت میں فریقین میں مناظرہ ناممکن و محال ہے۔

بدعتی سے مناظرہ کسطرح کرنا چاہیئے

جب سنی کا مناظرہ کسی گمراہ فرقہ والے (رافضی وغیرہ) سے ہو تو بھی مناظرہ سے پہلے ایک اصل پر متفق ہو جانا لازمی ہے۔ تاکہ عند الضرورت اس کی طرف رجوع کر سکیں مگر جس حالت میں کہ بدعتی نہ کتب اہلسنت پر عمل کرنے کا قائل ہو۔ اور نہ اقوال آئمہ اربعہ اور محدثین وغیرہم کو مانے تو اس صورت میں سنی کیلئے ضروری ہے کہ کوشش کرکے اس قسم کے الزامات پیش کرے کہ بدعتی کو لامحالہ کسی نہ کسی اصل کو ماننا پڑے اور وہ اقرار و اعتراف کرے کہ اختلاف کے وقت اس اصل کی طرف رجوع کریگے مثلاً قرآن عظیم کی طرف جب وہ قرآن کو اصل تسلیم کرے۔ تو اس سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ آیا تم (اے مخاطب رافضی وغیرہ) قرآن شریف پر ایمان رکھتے ہو۔ اور یہ تسلیم کرتے ہو کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اور اس کا پڑھنا عبادت ہے۔ اور اس کی چھوٹی سی چھوٹی صورت قابل تحدی ہے؟ اگر مخاطب قرآن شریف کے کلام اللہ ہونے سے انکار یا شک کرے تو وہ کافر ہے۔ اس کے ساتھ مناظرہ کی اصلا حاجت نہیں۔ بلکہ اس پر کفار کی طرح احکام جاری ہونگے۔

اگر مخاطب اپنا اعتقاد ظاہر کرے کہ قرآن شریف میں تغیر و تبدل ہو گیا ہے[۱] تو بھی وہ لائق مناظرہ نہیں۔ کیونکہ وہ اس طرح آیہ کریمہ[۲] اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا مکذب ہو کر اس امر کا مستوجب بنا کہ اس پر کفر کے احکام جاری ہوں اگر مخاطب بدعتی اس امر کا اقرار و اعتراف کرے۔ اور کہے کہ "میں قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں۔ وہ خدا کا کلام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ اس کی تلاوت سے انسان عابد ہوتا ہے۔ اور اس کی چھوٹی سی چھوٹی صورت

---

[۱] دیکھو شیعوں کے لاہوری مجتہد حائری کی کتاب موعظہ تحریف قرآن اور اسکے شاگرد مرزا احمد علی امرتسری کی الالفاظ کہ کسطرح وہ تحریف قرآن کے قائل ہیں [۲] ترجمہ "تحقیق ہم نے ہی قرآن اتارا اور باتحقیق ہم ہی اسکے محافظ ہیں"۔ یعنی مخاطب بدعتی نے خدا کے وعدہ محافظت قرآن کو جھٹلایا۔

Marfat.com

لائق تحدی ہے"۔ پس جب یہ امر قبول کرلے تو اس کے بعد زبانی یا لکھکر اس کے سامنے ان آیات میں سے بعض پیش کرنی چاہئیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی ثنا کی ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل آیات پیش کریں۔

مدح صحابہ کرام بکلام ربّ الانام

(۱) یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورۃ انفال)

ترجمہ:" اے نبی آپ کے لئے اللہ اور تابع فرمان مومنین کافی ہیں"۔

(رفع اشتباہِ رفضہ۔ اگر بدعتی کہے کہ یہ آیت صرف حضرت علی رضؓ کے حق میں ہے۔ تو اُسے کہو کہ تمہارا بیان بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اگر صرف حضرت علی رضؓ پر ہی دار و مدار ہوتا تو حضور علیہ السلام مخالفین پر کبھی غالب نہ آسکتے۔ کیونکہ تاریخ بتاتی ہے کہ جب حضور علیہ السلام اور اصحاب ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تو حضرت علی رضؓ کسی اور کے لئے کافی ہونا تو کجا اپنے لئے بھی کافی نہ ہو سکے۔ مخالفین غالب آئے مملکتِ حیدریہ کوفہ تک محدود ہو گئی۔ تا آنکہ ایک اپنے شیعہ کلمہ گو کے ہاتھوں جو بعد ازاں خارجی ہو گیا واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہاں ہم اتنا ضرور ماننے کو تیار ہیں۔ کہ جن صدہا مومنین نے آنحضرت صلعم کی مدد کی ان میں حضرت علی بھی شامل تھے۔)

(۲) لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ :۔ (سورۃ توبہ)

ترجمہ:۔ لیکن رسول اور جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہیں (ان سب نے) اپنی جان و مال سے (خدا کی راہ میں) جہاد کئے۔ یہی لوگ ہیں۔ جن کے لئے (دنیا اور آخرت کی سب) خوبیاں ہیں۔ اور (آخرکار) یہی فلاح پانے والے ہیں۔

(۳) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (سورۃ التوبہ)

Marfat.com

ترجمہ: - اور مہاجرین میں سے جن لوگوں نے (اسلام کے قبول کرنے میں) سبقت کی (اور) سب سے پہلے (ایمان لائے) اور (نیز) وہ لوگ جو اُن کے بعد خلوص دل سے مسلمان ہوئے خدا اُن سے خوش اور وہ خدا سے خوش اور خدا نے ان کے لئے (بہشت کے ایسے) باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور یہ) ان میں ہمیشہ رہینگے (اور یہی) بڑی کامیابی ہے۔

(٤) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا (سورۃ فتح)

ترجمہ (اے پیغمبر) جب مسلمان (ایک ایک کے) درخت کے تلے تمہارے ہاتھ پر (لڑنے مرنے کی) بیعت کر رہے تھے۔ خدا (یہ حال دیکھکر ضرور) ان مسلمانوں سے خوش ہوا۔ اور اس نے ان کی دلی عقیدت کو جان لیا۔ اور ان کو اطمینان (قلب) عنایت کیا۔ اور (اس کے بدلے میں) ان کو سردست فتح دی۔

(5) مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (سورۃ الفتح)

ترجمہ: - محمد (صلعم) خدا نے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے لئے بڑے سخت (مگر) آپس میں رحمدل ہیں۔ (اے مخاطب) تو ان کو رکوع کرتے سجدہ کرتے دیکھیگا (اور) خدا کے فضل اور خوشنودی کے طلبگار رہیں۔ ان کی شناخت یہ ہے کہ سجدے کے (اثر) ان کی پیشانیوں پر ہیں۔ یہی اوصاف ان کے تورات میں ہیں اور یہی) اوصاف ان کے انجیل میں بھی ہیں (اور وہ روز بروز اسی طرح ترقی کرتے جائیں گے۔ جس طرح کھیتی کہ اس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اس (سوئی) کو قوی کیا چنانچہ وہ (رفتہ رفتہ) موٹی ہوئی۔ آخر کار (اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی (اور اپنی سرسبزی سے) کسانوں کو خوش کرنے لگی۔ اور خدا نے ان کو روز افزوں ترقی اس لئے (دی ہے) کہ ان کی

Marfat.com

ترقی سے ترسا ترسا کر) کافروں کو جلائے۔ ان میں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ ان سے خدا نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرما لیا ہے۔

(۶) لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ (سورۃ الحدید)

ترجمہ:- تم (مسلمانوں) میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے (راہ خدا میں مال) خرچ کئے اور (دشمنوں سے) لڑے۔ وہ (دوسرے مسلمانوں کے) برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ درجے میں ان (مسلمانوں) سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) پیچھے (مال) خرچ کئے اور لڑے اور (دیوں) حسن سلوک کا وعدہ تو اللہ نے سب ہی سے کر رکھا ہے۔

(۷) إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ (سورۃ الانبیاء)

ترجمہ:- بیشک جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے بھلائی ہے۔ وہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔

(۸) لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (سورۃ

ترجمہ:- (وہ مال جو بے لڑے ہاتھ لگا ہے منجملہ اور حقداروں کے) محتاج مہاجرین کا (بھی حق) ہے۔ جو (کافروں کے ظلم سے) اپنے گھر اور مال سے بیدخل کر دیئے گئے (اور اب) خدا کے فضل اور (اس کی) خوشنودی کی طلبگاری میں لگے ہیں۔ اور خدا اور اس کے رسول صلعم کی مدد کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہی تو سچے (مسلمان) ہیں۔

ان آیات مبارکہ سے کیا ثابت ہوا

ان آیات کی تلاوت وکتابت کے بعد سُنّی فریق مخالف سے کہے کہ یہ قرآن مجید کی آیتیں ہیں۔ ان میں پروردگار عالم نے اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا وتوصیف بیان کی ہے۔ اور گواہی دی ہے کہ اصحاب کبار بیشک سچے تھے اور خبر دی ہے کہ بیشک ان کے لئے جنت ہے۔ اور تم قبل ازیں اقرار کر چکے ہو کہ یہ آیات کریمہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ لہذا تم پر لازم ہے کہ صحابہ کرام پر طعن اور ان کے معاملہ میں قدح کرنا ترک کر دو۔ کیونکہ اگر تم طعن وقدح کرنا ترک

Marfat.com

نہ کرو گے۔ تو ان آیات کے مکذب اور ان کے مضمون کے جھٹلانیوالے قرار دیئے جاؤ گے اور یہ جان لو کہ آیات اللہ کی تکذیب کرنا کفر ہے۔ پس اب تم کیا کہتے ہو۔

رافضی کو پھر سلسلۂ کلام میں یوں جکڑو

پس اگر وہ یہ کہے کہ یہ آیات تمام صحابہؓ کو مشتمل نہیں ہیں تو اُسے کہو کہ تمہارے اس اعتراض کو آیت کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی (اللہ نے سب سے وعدہ حسن سلوک کیا ہے) رفع کر دیتی ہے۔ اور بفرض محال اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ تمام صحابہؓ کو شامل نہیں تو تم اے رافضی) جواب دو کہ یہ آیات کس کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں۔ کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے انہی لوگوں میں مبعوث کیا۔ انہی لوگوں کو دعوت دی۔ اور تئیس ۲۳ سال تک آپ نے انہی میں قیام فرمایا۔ انہی میں آپ پر قرآن شریف نازل ہوتا رہا۔ انہی پر آپ اس کی تلاوت فرماتے اور انہی کو احکام شرائع سکھاتے۔ حضور صلعم پر ایک خلقِ کثیر ایمان لائی۔ اور جس وقت سرکار صلعم نے انتقال فرمایا۔ اسوقت مومنین کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ۲۴ ہزار تھی۔ انہی میں یہ آیات کریمہ جو اُن کی مدح و ثنا پر مشتمل ہیں نازل ہوئیں۔ یہی آیات اس امر کی بھی شہادت دیتی ہیں کہ یہ لوگ صادقین اور جنتی ہیں۔ اسی طرح حضور علیہ السلام سے بکثرت احادیث مروی ہیں جن سے انہی امور مذکورہ کی شہادت ملتی ہے۔ بعض ان میں سے احادیث عام ہیں اور بعض خاص ہیں۔ جن میں نام بھی مذکور ہیں۔ لہذا تم (اے رافضی) بتاؤ کہ یہ آیات سب کیلئے عام ہیں یا خاص لہ

پس اگر وہ (رافضی) کہے کہ یہ احادیث بعض اصحاب کے ساتھ مخصوص ہیں۔ تو اس سے پوچھو کہ وہ بعض اصحاب کون ہیں۔ آیا وہ معلوم ہیں یا مجہول۔ کثیر ہیں یا قلیل اور ان میں خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ اور سابقون الاولون من المہاجرین والانصار مثل اہل بدر و احد اور اصحاب بیعت رضوان داخل ہیں یا نہیں؟

پس اگر وہ (رافضی) کہے کہ احادیث سب کے لئے عام ہیں تو اس پر واجب ہو گیا کہ رافضہ جن باتوں کا ان کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں وہ (صحابۂ کرام) ان سے منزہ و مبرا ہیں۔ پس جس قدر مشاجرات و اختلافات باہم صحابہؓ میں واقع ہوئے ہیں

لہ خطاب سے رافضی بطاکہ وہ الہی ہے۔ اسلیے نہ مخاطب کو برا ماننا چاہیئے نہ وہ تبرا سناتے ہیں۔ دیکھو

Marfat.com

ان کی تاویل کرنی اور ان کو اجتہاد اور طلب حق پر محمول کرنا چاہیے۔ کیونکہ صحابہ رضی میں سے جس کی رائے اور اجتہاد صائب و درست ہوا۔ اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔ اور جس نے اجتہاد میں خطا کی اس کے لئے ایک ہی ثواب ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام سے مروی و ماثور ہے۔ یہ بھی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ صحابہ ضلالت پر اجماع نہیں کر سکتے جیساکہ حدیث سے ثابت ہے۔

پس اگر رافضی ان باتوں کو تسلیم نہ کرے تو آیات مذکورہ کا اور نیز ان تمام احادیث کا مکذب ہو گا جو صحابہ رضی کی تعریف و ثنا۔ شہادت بالصدق اور بشارت بالجنت کی وارد ہوئی ہیں۔

پس اگر رافضی کہے کہ آیات و احادیث بعض صحابہ رضی کے لئے مخصوص ہیں اور سابقون معاذاللہ فاسق و مرتد تھے۔ تو اس سے دریافت کرنا چاہیے۔ کہ وہ بعض کون تھے جن کے حق میں نزول آیات ہوا ہے۔ کیا وہ صحابہ معروف اور تام بنام القاب کے ساتھ معیّن ہیں یا نہیں۔ نیز وہ کثیر ہیں یا قلیل اور ان میں چاروں خلیفے۔ باقی عشرہ مبشرہ اہل بدر و اُحد اور ارباب بیعت رضوان داخل ہیں یا نہیں؟

اگر وہ جواب دے کہ وہ بہت ہیں اور اصحاب مذکورہ ان میں داخل ہیں تو بھی اس پر لازم ہو گیا کہ ان کی تنزیہ اور تطہیر اور تمام اُن باتوں کا جو پہلے مذکور ہو چکیں معتقد ہو ورنہ وہ آیات و احادیث مذکورہ کی (جو صحابہ رضی کو جنت کی بشارت دیتی ہیں) تکذیب کرنے کی وجہ سے کافر قرار پائیگا۔

رافضی پر آیۃ کنتم خیر امت اخرجت للناس سے حجت قائم کرو

اگر بدعتی کہے کہ وہ اصحاب جن کے بارہ میں آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں کم ہیں یعنی پانچ ہیں یا چھ ہیں جیساکہ روافض میں مشہور ہے۔ تو اس سے سوال کیا جائے کہ بقیہ صحابہ رضی نے کیا کیا۔ اگر وہ کہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد وہ سب معاذ اللہ فاسق ہو گئے یا دین سے پھر گئے تو اس سے کہو کہ اللہ تعالےٰ تو اس اُمّت کے حق میں فرماتا ہے کہ کُنتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کہ تم بہترین اُمّت ہو۔ مگر عاقل زیرک ایسی اُمّت کو بہترین امت کس طرح کہہ سکتا ہے۔ جس پر نبی علیہ السلام کی ۲۳ تیئس سالہ

Marfat.com

صحبت کا کچھ بھی اثر نہ ہو اور وہ رسول اللہ صلعم کی زبان فیض ترجمان سے قرآن شریف سنکر۔ احکام کی تعلیم لیکر ان کے انتقال فرمانے پر ایک لاکھ چوبیس٢٤ ہزار کی تعداد میں معاذ اللہ مرتد ہو جائے اور اس میں اسلام پر اگر قائم رہیں تو صرف پانچ چھ (اور وہ بھی ایسے بزدل کہ اپنے اسلام کو ظاہر نہ کر سکیں اور تقیہ میں عمر بسر کر کے چلتے بنیں) انصاف کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے کہ ایسی اُمّت کو خیر نہیں بلکہ اخبث اُمّت کہا جائے۔ مگر چونکہ اُسے خدا خیر الامّت کہتا ہے اسلئے وہ سراپا خیر ہے۔ اور اُس پر طعن کرنیوالا اخبث الناس ہے۔ اسلئے کہ وہ خدا کے کلام کو جو اس اُمّت کی تعریف کرتا ہے جھٹلاتا ہے اور تکذیب کرتا ہے۔ نبی علیہ السلام کی بہت سی حدیثوں کی جن میں عام طور پر اور خاص طور پر صحابہ رضؓ کے نام لے لیکر ان کی تعریف کی گئی ہے۔ اور لوگوں کو سب وشتم اور تنقیص شان اور بغض وعداوت صحابہ سے ڈرایا ہے۔ پس جو شخص ان احادیث کو نہیں مانتا وہ حضور علیہ السلام کو معاذ اللہ جھوٹا سمجھتا ہے۔ حالانکہ حضور صلعم کذب اور تمام محرّمات ومکروہات سے معصوم ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ پانچ چھ صحابہ رضؓ کے سوا باقی سب پر حکم ارتداد وفسق لگانا آیت خیر اُمت الخ اور حضور علیہ السلام کے ارشاد خیر القرون قرنی الخ (یعنی سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے) کی صریح تکذیب ہے۔

پس اگر بدعتی اپنے اعتقاد پر جما رہے اور ان الزامات پر نقد وتنقید نکرے تو اس کے ساتھ مناظرہ جاری نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے خطاب کرنا ہی مناسب نہیں اسلئے کہ وہ مجنون بلکہ کافر ہے۔ اور حاکم عادل پر واجب ہے کہ اس سے توہین صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا بدلہ قتل سے لے۔ اسلئے کہ وہ بجز پانچ چھ صحابہ رضؓ کے سب کو مرتد ماننے سے مستحقِ قتلؔ ہے۔ صحابہ رضؓ کو مرتد ماننا مستلزم ابطالِ شریعت ہے۔ کیونکہ شریعت ہم تک انہی سے منقول ہے۔ اور قرآن پاک ہم تک انہی کے ذریعے پہنچا ہے (پس جب بقول دروغ رافضی ہمیں شریعت پہنچانے والے ہی معاذ اللہ مرتد ہو گئے تو شریعت کا کیا اعتبار۔ امت محمدیہؐ کا سوادِ اعظم جو ہمیشہ صاحب اقتدار رہا وہ تو ہوا دشمنِ دین اور جو چار پانچ دیندار تھے وہ بوجہ کمزوری اظہارِ دین پر قادر نہ ہوسکے۔ اور عمر بھر مخالفین کی رائج کردہ شریعت پر قائم رہے

ے قانون انگریزی میں ایسے جرم کی سزا قتل نہیں۔ ہاں توہین کرنے والے قید ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ مسلمان ... گورنمنٹ کو توجہ اس طرف مبذول کرنی ہے۔

Marfat.com

جب کہ کافی میں ہے تو اصل شریعت کہاں سے دستیاب ہو - مرتدین سے یا تقیہ شعاروں سے؟ چہ فرمائند شیعی مجتہدین دریں باب - مترجم) پس صحابہ رضؓ کو مرتد بتانے والے ان آیات و احادیث کی تکذیب کرتے ہیں جو صحابہ کرام کی مدح و ثنا میں ہیں - پس جب یہی مستحق قتل نہ ہونگے تو اور کون ہوگا -

اگر مخاطب اقرار و اعتراف کرے کہ جو آیات و احادیث در بارہ فضائل وارد ہیں حق ہیں - اور وہ سب کو یا اکثر کو شامل ہیں - اور ان میں خلفاء اربعہ (چار یار کبار) اور باقی عشرہ مبشرہ (یعنے حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ - حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت عبد الرحمان بن عوف - حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید) اہل بدر و احد اور اصحاب بیعتِ رضوان رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین بھی ہیں - تو اس پر واجب ہو گیا کہ ان سب کو طعن و قدح سے منزہ مانے -

بحثِ تفاضلِ صحابہؓ میں کون سی روائتیں قابل قبول ہیں

اس کے بعد مخاطب کے ساتھ اس امر پر بحث کرنی چاہیئے کہ صحابہ رضؓ میں سے زیادہ فضیلت کن کو حاصل ہے - اور کون خلافت کا زیادہ استحقاق رکھتے تھے - اس مضمون پر مناظرہ کرنے سے پہلے بھی ایک ایسی اصل قرار دے لینا ضروری ہے - جو عند الاختلافات فریقین کا مرجع ہو - مثلاً کتاب و سنت صحیح اور اجماع و قیاس - اور سنت صحیح سے مراد وہ ہے جسے اُن آئمہ حدیث نے صحیح قرار دیا ہو جو مشرق و مغرب میں ثقاتِ مشہورہ ہیں - جن کے علم و فضل کا چرچا ہے - جنہوں نے اپنی عمریں تحصیل حدیث میں صرف کر دیں - جنہوں نے حدیث حاصل کرنے کے لئے دور و دراز کی مسافت طے کی - صحیح اور ضعیف کو پہچانا - موضوع کو جانا - راویوں کو پرکھا - ثقات کی شناخت کی کہ کس کی روایت مقبول ہے اور کس کی غیر مقبول - اور یہ تمام اوصاف کتب تواریخ و سیر میں مبسوط مذکور ہیں - اور طبقاتِ علماء ان باتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں - بلکہ انہوں نے خاص اس پر فن اسماء رجال میں کتابیں طبقہ بعد طبقہ تالیف کیں جن میں ان کے صفات مع تاریخ ولادت و وفات اور علم میں تفاوتِ درجات کا بھی ذکر ہے - یہ بھی بوضاحت لکھا ہے - کہ کس کی حدیث مقبول ہے اور کسی کی نامقبول ہے -

Marfat.com

اور کس کی نامقبول۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

پس جب مناظرہ ہو اور احد الفریقین کی طرف سے استدلال ہو تو روایت وہی قبول کی جائے جس کا راوی معتبر ہو اور جس کے قول کو نقاد رواۃ اور آئمہ عارفین نے قبول کیا ہو۔ نہ مجہول راوی کی نہ ایسے راوی کی روایت قبول کی جائے جس کی تصنیف اور عدم قبول کا آئمہ عارفین نے حکم کیا ہو اور جرح و قدح میں کسی کا قول سوائے آئمہ عارفین کے قبول نہ کرنا چاہیئے۔ ایسے شخص کا نہ قول قابل قبول ہے۔ نہ روایت جس کو معرفتِ حدیث نہیں یا جس کا تذکرہ آئمہ حدیث نے نہیں کیا نہ اسمار رجال میں اس کا حال تحریر ہے اور نہ ہی اوصاف مذکور ہیں۔ ایسا شخص اگر کسی بات کو صحیح کہے یا غلط قرار دے یا جرح و تعدیل کرے تو ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ جب فریقین میں کسی امر پر اشتباہ واقع ہو تو کتب آئمہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ پس اگر کتب میں وہ امر عدالت۔ معرفت اور ضبط کے ساتھ مذکور ہو۔ تو بعد تصحیح اسناد اس کی روایت قبول کی جائے۔ اور اگر کتابوں میں اس کے برعکس تحریر ہو تو اس کی روایت ناقابل قبول ہے۔ اور اس طرح جبکہ اس کا حال بالکل نہ لکھا ہو تو بھی اس کی روایت اور تصحیح و تضعیف اور جرح و تعدیل نامقبول ہے۔ جب فریقین اس قاعدہ پر اتفاق کریں تو مناظرہ بایں طور ممکن ہوگا کہ ہر ایک اپنی اپنی دلائل کتاب و سنت اور اجماع و قیاس سے ثقات آئمہ اور اُن کی مشہورہ کتب کی سند سے پیش کرے۔ پس اگر اس اصل پر متفق نہ ہوں تو پھر فریقین میں مناظرہ ناممکن ہے۔

روافض[۱] کا جھوٹی روایات سے آئمہ پر افترا

جب سُنّی اور رافضی کا مناظرہ واقع ہو تو سُنّی فریق کو اپنے خصم پر آن آیاتِ قرآنی سے برہان و حجت قائم کرنے پر حریص ہونا چاہیئے۔ کہ جن سے اُس پر صحابہ کرام کی نزاہت د بدی سے دور رہنے) کا اعتراف اُن امور سے لازم ہو جائے جن سے کہ وہ اُن کی شان اور عدالت میں قدح کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ حدیثیں بیان کرنی چاہئیں۔ جو صحابہ رضی کے پاکباز ہونے پر دال ہیں اور احادیث میں سے کچھ پیش نہ کرنا

[۱] دیکھو کافی کی کتاب الروضہ ص ۱۶۰

چاہیے۔ جبتک کہ ان کو ایسی آیاتِ قرآنیہ کے ساتھ الزام نہ دے لیں جو فضائل صحابہ پر متضمن و مشتمل ہیں۔ کیونکہ اس التزام کے بغیر نہ بدعتی کے ساتھ احادیث میں بحث کرنے سے کوئی نتیجہ نکلتا ہے۔ نہ رافضی سے مناظرہ کرنے میں کوئی فائدہ مترتب ہوتا ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ بدعتیوں اور روافض کے وہ دلائل جن سے اُن پر مطالب پر استدلال کرتے ہیں۔ سب کے سب لمتوہمات (ملمع کاریاں) ہیں جو تحقیق کرنے کے بعد لایعنی و بیفائدہ ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان کے ہاں بہت جھوٹی روایات اور اختلافات ہیں۔ جن کو وہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ عند التحقیق ان میں سے ایک روایت بھی ثابت نہیں ہوتی لیکن اہل سنت کے پاس اپنے معتقدات پر دلائل کثیرہ ہیں۔ جو آئمہ ثقات کی طرف منسوب ہیں۔ اور ان میں سے بہت اسانید صحیحہ کے ساتھ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور علماء اہلبیت کی طرف اس صحت سے منسوب ہیں کہ ان میں سے کسی میں طعن و قدح کا امکان نہیں۔ مبتدعین کے شبہات اور سندوں کو جن سے کہ وہ شبہات کو مستند کرتے ہیں۔ کوئی شخص سوائے جاہل کے یا اس کے جس کو پتہ نہ ہو کہ اختلاف کیوقت آئمہ دین کی کتب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے قبول نہیں کریگا۔ مگر جس شخص کو معرفت و قوت حاصل ہے وہ اہلسنت کے خلاف جو منی دلیل بھی پیش کی جائیگی فوراً رد کردیگا اور روافض پر حجج واضحہ اور براہین قاطعہ قائم کردیگا۔

معانی میں اختلاف کیوقت رجوع کسطرف کریں

پس جو طریق ہم نے بیان کیا ہے جبتک اس کے مطابق تمہید نہ ہو کوئی عقلمند ان سے مناظرہ کرکے اپنے آپ کو تعب و مشقت میں نہ ڈالے اور اپنے خصم سے مقرر کرے کہ جب کسی آیت و حدیث کے معانی میں اختلاف واقع ہو تو ان کی تفسیر کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور بیان اس کا ان آئمہ کی تفاسیر اور شروح احادیث سے ہوگا جو علم معرفت اور اتقان میں مشہور ہیں۔ اور کسی آیت و حدیث کے معنے آئمہ مذکورین کے کلام کی معرفت حاصل کرنے سے قبل اپنی رائے سے نہ کرے کیونکہ کلام آئمہ پر پیش کرنے سے پہلے ظاہر آیت و حدیث اخذ کرنا اصول کفر میں

Marfat.com

سے ایک اصل ہے۔ چنانچہ اس امر کی تصریح بہت سے اماموں نے کی ہے۔ ایک ان میں سے امام سنوسی ہیں۔ جن کی شرح ام البراہین مشہور ہے۔ لہذا آیات و احادیث کی اپنی رائے سے تفسیر کرنا ناجائز اور ان کا ان معانی پر محمول کرنا جن کی آئمہ معتبرین نے تصریح نہیں کی ناروا ہے۔ پس ان تمام امور میں لازم ہے کہ ان علماء کی نقول پیش کی جائیں۔ جو کتاب و سنت کے ماہر اور جاننے والے ہیں۔ ہم کو آئمہ مجتہدین کے اقوال نقل کئے بغیر یہ کہنا زیبا نہیں کہ اس آیت سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے۔ اور اس حدیث سے یہ اسلئے کہ ہم اجتہاد و استنباط کے اہل نہیں ہیں۔

کیا اب کسی کو درجۂ اجتہاد حاصل ہو سکتا ہے؟

علماء نے ذکر کیا ہے کہ آئمہ اربعہ کے بعد اجتہاد کا مرتبہ منقطع ہو گیا ہے۔ پس حضرت امام اعظم رح امام مالک رح۔ امام شافعی رح۔ امام احمد بن حنبل رح کے بعد درجۂ اجتہاد مطلق اور اہلیتِ استنباط کسی میں نہیں پائی گئی۔ علماء فرماتے ہیں۔ کہ امام الدین جریر طبری نے باوجود اس کے کہ وہ جلیل القدر امام تھے۔ اجتہاد کا دعویٰ کیا۔ تو علماء نے ان کے دعوے کو تسلیم نہیں کیا حالانکہ وہ علوم میں فراخ پہلو رکھتے تھے۔ اور قرن چہارم میں تھے اور منطوق و مفہوم کو بھی جانتے تھے۔ پس جب ایسے شخص کو مجتہد تسلیم نہیں کیا تو غیر کا تو ذکر ہی فضول ہے۔ لہذا اجتہاد کا مرتبہ آئمہ اربعہ کے بعد ان کی نسبت بُعدِ زمانہ اور کوتاہی علم کے سبب نایاب ہو گیا۔ مجتہد مطلق کے لئے بہت شرطیں ہیں از انجملہ یہ ہیں:-

(۱) علوم سے بہرہ ور ہونا۔ (۲) منطوق و مفہوم کا عارف ہونا (۳) ناسخ و منسوخ و متشابہ و مجمل و مبین وغیرہ وغیرہ کو خوب پہچاننا (۴) احادیث کا مع اس کے انواع کے جاننا یعنے یہ علم رکھنا کہ حدیث صحیح ہے یا حسن۔ ضعیف ہے یا منسوخ وغیرہ (۵) رجالِ حدیث سے واقف ہونا کہ کون ان میں مقبول ہے اور کون نامقبول۔ (۶) صحابہ و تابعین اور بقیہ آئمہ مجتہدین کے اقوال پر مطلع ہونا اور اس کا بھی علم رکھنا جو انہوں نے آیات و حدیث سے مقرر کیا ہے۔ (۷) مسائل کے ماخذ کو جاننا اور کیفیت استنباط اور ان قواعد پر بھی مطلع ہونا جن پر ہر مسئلہ میں آئمہ

Marfat.com

مجتہدین کے اقوال مبنی ہیں۔ اور (۸) اور ان شرائط اجتہاد سے واقف ہونا جن کو علماء نے بیان کیا ہے۔

اس زمانہ میں یہ کل اوصاف پائے جانے سخت دشوار ہیں۔ کیونکہ ہم حضور نبوی کے عہد مبارک سے بہت بُعد پر ہیں۔ علاوہ ازیں ہمارا ضعفِ علم اور غلبۂ جہل بھی محتاج بیان ہیں۔ پس اس زمانہ میں اجتہاد اور احادیث و آیات میں استنباط جائز نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے لئے واجب ہے کہ ہم آئمہ دین کے اقوال سے ان کو اخذ کریں۔ اور احکام فقہیہ میں اور تفسیر آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ میں ان کی پیروی کریں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو دین میں کجروی۔ گمراہی اور الحاد لازم آئے۔ کیونکہ بہت آیات و احادیث بظاہر ایک دوسرے کے معارض ہیں۔ اور ان پر اطلاع مجتہدین کے سوا اور کسی کو نہیں ہو سکتی۔ ہاں ہو سکتی ہے تو انہی کی نقول سے بعض آیات منسوخ و مخصص ہیں اور بعض مجمل و متشابہ وغیرہ ذالک۔ اور یہ سب قسمیں مجتہدین کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ اور ہم جو کچھ جانتے ہیں انہی کی نقول سے جانتے ہیں۔ اسی وجہ سے ظاہر آیات و احادیث کے ساتھ دلیل پکڑنا اصول کفریہ میں سے ایک اصل ہے۔ بعض آیات و احادیث آئمہ کے نزدیک ان معانی پر محمول ہوتی ہیں۔ جو ان پر ایسے دلائل و قرائن سے ظاہر ہوتے ہیں کہ وہ ہم پر پوشیدہ ہیں۔ لہذا ہم کو ان معانی میں ان کے اقوال کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے۔

احادیث فضیلت ابوبکرؓ و علیؓ میں رفعِ تعارض

اب ہم مشتے نمونہ از خروارے احادیث سے چند مثالیں ذکر کرتے ہیں۔ جن میں باہم تعارض ہے۔ اور آئمہ نے ان کا جواب دیا ہے۔ اور ہر ایک کو محمل صحیح پر حمل کیا۔ چنانچہ ایک تو ان میں سے حدیث یہ ہے۔ کہ علیؓ سید العرب (علیؓ عرب کے سردار ہیں) اگر اس حدیث کے ظاہر معنے لئے جائیں اور اس کے عموم پر اس کا حمل کریں تو بسا اوقات اس حدیث سے مخالف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت و خلافت کا استدلال کر سکتا ہے۔ باوجودیکہ یہ حدیث ان دلائل

Marfat.com

کثیرہ کے ساتھ معارض ہے جو حضرت صدیق اکبر رضؓ کی شان میں وارد ہیں۔ کہ وہ افضل الخلائق بعد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (یعنے نبیوں کے بعد سب مخلوقات سے افضل) ہیں۔ اور خلیفہ ہونے کا سب سے زیادہ استحقاق انہی کا ہے۔ کیونکہ حضرت ابو بکر رضؓ کی افضلیت بعد الانبیاء اور آپ کا سب سے اول مستحق خلافت ہونا صحیح حدیثوں سے جو کتب اہلسنت میں شرح و بسط کے ساتھ مذکور ہیں ثابت ہے۔ لہٰذا حدیث "علی سید العرب" کو اس کے عموم پر حمل کرنا جائز نہیں تاکہ دوسری احادیث کے ساتھ تعارض نہ ہو۔ ازیں وجہ آئمہ اہلحدیث نے اس حدیث کو فضیلت جزوی یعنے سیادت نسبی پر یا حضور علیہ السلام سے اتصال پر محمول کیا ہے۔ اور اسی طرح آئمہ نے تمام حدیثوں کو حمل مذکور کے ساتھ جمع کیا ہے تاکہ تعارض مندفع ہو جائے۔

ایک اور حدیث ملاحظہ ہو حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے

سدوا کل خوخۃ فی المسجد الا خوخۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ یعنے سوائے حضرت ابو بکر رضؓ کے دروازہ کے اور تمام کے دروازے جو مسجد میں کھلتے ہیں بند کردو۔ آئمہ اہلبیت فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث میں حضرت ابو بکر رضؓ کے بعد نبی صلعم خلیفہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ حضور صلعم نے مسجد میں حضرت ابو بکر رضؓ کے گھر کا دروازہ قائم رہنے کا حکم دیا کہ وہ بند نہ کیا جائے تاکہ ان کو مسجد میں نماز پڑھنے کو آنے کے لئے سہولت ہو۔ اسلئے کہ خلیفہ ہی لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے۔ کیونکہ جب حضور صلعم کسی کو حاکم مقرر فرماتے تو اسی کو نماز پڑھنے کا حکم دیتے۔ علماء فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث اس حدیث کے معارض نہیں ہے کہ سدوا کل باب فی المسجد الا باب علی رضؓ۔ اس لئے کہ پہلی حدیث باعتبار سند کے نہایت صحیح ہے اور تعارض کے لئے کم از کم مساوات شرط ہے۔ علاوہ ازیں حضورؐ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا۔ مروا ابا بکر فلیصل بالناس یعنے ابو بکر صدیق رضؓ جاکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور حضرت علی رضؓ کے متعلق جو حدیث گذری وہ اس سے قبل کی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت علی رضؓ کا مکان نبی علیہ السلام کے حجرہ

Marfat.com

مقدسہ سے ملاصق و متصل تھا۔ اور اس مکان سے مسجد میں صرف اسی صورت میں آسکتے تھے کہ دروازہ مسجد کی طرف رہتا یعنے اگر مسجد کی طرف دروازہ بند کر دیا جاتا تو حضرت علی رضؓ مسجد میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے اس دروازہ کو مسجد کی طرف کھلا رہنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن حضرت ابو بکر رضؓ صدیق کے گھر سے مسجد میں دوسری طرف سے بھی آسکتے تھے۔ اور ان کے لئے حضرت علیؓ جیسی مجبوری نہ تھی۔ پس حضور نے جو حضرت صدیق اکبر رضؓ کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف کھلا رہنے کا حکم دیا تو اس کی وجہ یہ تھی۔ ان کو آنے میں سہولت ہو۔ اور دوسری راہ سے مسجد کی طرف آنے میں تاخیر اور تکلیف نہ ہو۔ اور اس کے علاوہ بہت مثالیں اور بھی ہیں جو بخوفِ طوالتِ کلام ترک کر دی گئی ہیں۔

آیات کے معنے اپنی رائے سے کرنا گمراہی اور ہلاکت ہے

اگر اقوالِ آئمہ پر پیش کئے بغیر آیات کا ظاہر ترجمہ دیکھکر استدلال کرنا جائز ہوتا تو بہت سی آیات مشکل تر ہو جاتیں۔ بعض اُن آیتوں میں سے بطور نمونہ یہ ہیں۔ چنانچہ آیۃ انک لا تھدی من احببت بظاہر آیۃ وانک لتھدی الی صراط المستقیم سے متعارض ہے۔ مگر جو آئمہ کرام نے تقریر فرمائی ہے۔ اس سے تعارض اٹھ جاتا ہے۔ آئمہ کرام نے فرمایا کہ آیۃ انک لتھدی الخ کا مطلب یہ ہے کہ تم مخلوق کی رہنمائی اور دعوت الی الحق کرتے ہو۔ اور ایمان کی طرف بلاتے ہو اور معنے آیہ کریمہ انک لا تھدی الخ کے یہ ہیں۔ کہ ان کے دلوں میں تم ہدایت نہیں پیدا کر سکتے۔ کیونکہ خالق ہدایت تو اللہ ہی ہے۔

اس کے مانند قرآن شریف میں بہت آیتیں ہیں۔ پس ہمیں کلام آئمہ سے عدول کر کے اپنی رائے کو دخل نہ دینا چاہیے۔ جو اپنی رائے سے آیات و احادیث کے معنے کریگا وہ ہلاک و گمراہ ہوگا۔

اہل سنت ہی کی جماعت ناجی ہے

جو شخص درجۂ اجتہاد تک نہیں پہنچا اس پر واجب ہے۔ کہ آئمہ اربعہ میں سے

Marfat.com

کر سکے۔ بلکہ بعض مسائل خود قرآن شریف وحدیث اور اجماع وقیاس سے نکال سکتا ہو۔ لیکن کل مسائل بالاستقلال نہ نکال سکے۔ مثل شاگردان امام ابوحنیفہ۔ ابویوسف اور محمدؒ کے یا امام شافعی کے تلامذہ مزنی اور ربیع کی طرح اور اسی ذیل میں دیگر آئمہ کے اصحاب شامل ہیں۔ یہ لوگ اگر کل مسائل قرآن وحدیث سے استنباط کرنے کی قدرت واہلیت رکھتے تو مجتہد مطلق ہوتے اور اپنے اماموں کی تقلید نہ کرتے۔ یہی فرق ہے ان میں اور مجتہد مطلق میں۔ مجتہد فتوی وہ اصحاب ترجیح ہیں جو آئمہ مذاہب کے اقوال کو ترجیح دے سکتے ہیں۔ ان کو علم ومعرفت میں کامل دستگاہ حاصل ہوتی ہے۔ مگر مجتہد مذہب کے رتبہ کو نہیں پہنچے مجتہدین فتاوی بہت ہیں مثل امام رافعی۔ امام نووی۔ ابن حجر اور رملی کے جو شافعی ہیں۔ لیکن جن کو یہ رتبہ نہیں ہے۔ ان کو ترجیح اقوال بھی ناجائز ہے۔ (ترجیح کے معنے بڑھانے کے ہیں۔ مترجم) اور نہ صرف ترجیح بلکہ سوائے نقلِ روایات کچھ بھی جائز نہیں۔

ہمارے شیخ اُن لوگوں پر تعجب کرتے تھے۔ جو اس زمانہ میں اجتہاد کا دعوے کرتے اور بالاستقلال قرآن وحدیث سے مسائل اخذ کرتے ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ ان لوگوں کو جہل مرکب نے ایسے دعوے پر اکسایا ہے کیونکہ ان میں مجتہد فتوے کی شرائط میں سے ایک بھی شرط نہیں پائی جاتی چہ جائیکہ یہ مجتہد مذہب یا مجتہد مطلق ہوں۔ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شیطان نے ان کو سوادِ اعظم سے جدا کر دیا۔ اور مخبوط الحواس ہوگئے۔ بسا اوقات یہ لوگ بعض مسائل میں آئمہ اربعہ اور اجماع امت کے خلاف کر گذرتے ہیں۔ اور جب کوئی بات قرآن شریف واحادیث سے ان پر دشوار ہوتی ہے۔ تو کتب تفسیر اور شروح حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور جو شراح ومفسرین نے فرمایا ہوا ہے وہ لے لیتے ہیں۔ اور مشکل پڑنے پر ان کی تقلید کر لیتے ہیں حالانکہ شارحین حدیث اور مفسرین سب کے سب چار اماموں کے مقلد ہیں۔ اور انہی کے اقوال تفسیروں اور شرحوں میں لاتے ہیں۔ افسوس یہ لوگ آئمہ اربعہ کی تقلید پر راضی نہ ہوئے اور ان کے بعض مقلدین کی تقلید کر لی اور یہ

Marfat.com

بات ان کی جہالت کی دلیل ہے۔ کاش کہ یہ لوگ علم دین کی کتابیں پڑھتے تو انہیں اپنی حقیقت معلوم ہوتی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

پس حاکم شریعت پر واجب ہے کہ ایسے لوگوں کو اس خبط بے ربط سے باز رکھے۔ اور ان کو سوادِ اعظم میں داخل ہونے کا حکم دے۔ کہ وہ آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کریں۔

شبہ میں پڑے ہوئے مقلد سے مناظرہ

جب مناظرہ کسی ایسے شخص سے کرنا پڑے جو آئمہ اربعہ میں سے کسی کا مقلد کہلاتا ہو۔ مگر صحابہ کرام پر بدعتی طعن کرنے والوں نے اس کے دل میں شبہ ڈالدیا ہو تو پہلے اسے کہنا چاہئے کہ تو جس امام کی آئمہ اربعہ میں سے تقلید کر رہا ہے وہ صحابہ رض کی پاکدامنی۔ پاکبازی اور ان کی فضیلت کے حسب ترتیب خلافت معتقد ہیں۔ (یعنے سب سے بڑا درجہ حضرت ابوبکر صدیق رض کا ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رض کا۔ پھر حضرت عثمان ذوالنورین کا اور پھر حضرت علی رض کا) پس تجھپر اپنے امام کی تقلید کرنا واجب ہے۔ اگر یہ الزام اسے فائدہ نہ دے تو اس پر وہ حجت قائم کرنی چاہیئے۔ جو ہم نے مبتدعین پر آیات و حدیث سے قائم کی ہے۔

صدیق رض و صدیقہ رض کے منکروں کے حق میں فتوے

اہل سنت کو روافض کے مقابلہ میں وقتِ مناظرہ جن اہم ترین اور ضروری امور کو پیش نظر رکھنا لازمی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رض کی صحابیت سے انکار بنص قرآنی کفر ہے۔ کیونکہ ان کی مصاحبت پر آیت اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ناطق ہے (یہ آیۂ کریمہ اس واقعہ کی یاد دلاتی ہے۔ جب حضور علیہ السلام حسبِ حکم خدا مکہ سے حضرت صدیق اکبر رض کو ہمراہ لیکر غار ثور میں تشریف فرما ہوئے۔ مشرکین مکہ کھوج لگاتے ہوئے غار کے منہ تک پہنچ گئے۔ نبی صلعم کے یار غار کے دل میں اپنے

سے زیادہ اپنے ہادی کے پکڑے جانے کے خطرہ سے حزن پیدا ہوا حضور کو اپنے رفیق شفیق کے دل کا مبتلائے غم رہنا کب گوارا تھا۔ فوراً تسلی دی اور فرمایا جیسا کہ قرآن شریف گواہ ہے۔ کہ اے میرے صاحب کچھ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے ۔

محال ست چوں دوست دارد ترا	کہ در دستِ دشمن گذارد ترا

چنانچہ دشمنوں کی آنکھیں نبیؐ و صدیق رضؓ کے انوار سے خیرہ ہو گئیں۔ اور وہ نامراد اپنے ارادۂ بد میں ناکام واپس لوٹے۔ لاہور کے ایک مشہور رافضی نے جس کو اللہ تبارک تعالےٰ بے ادبی کی سزا ضرور دے گا۔ قرآن شریف کے لفظ صاحب پر خوب تمسخر اڑایا ہے اور کہا ہے کہ لفظ صاحب میں کیا بڑائی ہے۔ یہ تو حمار (گدھے) کے ساتھ بھی آتا ہے۔ اس دشمن دین کو یہ کہتے شرم نہ آئی۔ اور صاحب الحمار اور صاحب النبی کو یکساں بنا دیا۔ اس طرح تو لفظ زادہ۔ شاہزادہ۔ اور حرامزادہ میں بھی مشترک ہے۔ کیا یہ دونوں ایک ہیں۔ اور کیا ہم شمسی اور حاشی کی طرح کہہ سکتے ہیں کہ کہو کیسی کہی ؟ مترجم

اس پر اجماع امت ہے کہ آیت مذکورہ میں صاحب سے مراد ابوبکر صدیق رضؓ ہیں۔ جس طرح صحابیت صدیق اکبر رضؓ سے انکار کفر ہے۔ اسی طرح صدیقہ رضؓ کی برأت سے انکار بھی کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کی برأت میں دس آیات سورۂ نور میں نازل فرمائی ہیں۔ تو جو شخص ان کی برأت کا منکر ہوگا وہ کافر ہوگا۔ اور کسی ایسے امر میں تعرض کرنا جو شان صدیقہ رضؓ میں منجر بہ نقص ہو ہرگز جائز نہیں بلکہ ان کی محبت اور ان سے راضی ہونا واجب ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے ان کی مدح فرمائی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ "نصف دین عائشہ رضؓ سے لو"۔ نیز حضور صلعم نے خبر دی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضور صلعم کا نکاح حضرت عائشہ رضؓ سے کیا ہے۔ اور حضرت عائشہ دنیا و آخرت میں حضور کی بیوی ہیں۔ یہ وہ احادیث و روایاتِ صحیحہ ہیں کہ ان میں طعن و قدح کرنے کا اصلاً امکان نہیں۔ پس حضرت عائشہ سے تعرض کرنا احادیث صحیحہ نبویہ کی صریح تکذیب ہے جو شخص ان آیات میں ذرا بھی تامل و غور کریگا۔ جو برأت صدیقہ میں نازل ہوئی

59818

Marfat.com

ہیں۔ اور اُن کے معنے کو پہچانے گا وہ جان لیگا کہ حضرت عائشہ رضؓ بیشک صدیقہ اور صدیق کی بیٹی ہیں۔ اور بیشک وہ اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالے نے بعض آیات میں فرمایا ہے۔ کہ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ط یعنے پاک عورتیں واسطے پاک مردوں کے ہوتی ہیں۔ اور پاک مرد واسطے پاک عورتوں کے۔ بہتان باندھنے والے جو بکتے پھرتے ہیں یہ اُن کی تہمتوں سے بالکل بری ہیں۔ واسطے ان کے بخشش اور رزق باکرامت ہے " اور اللہ تعالے نے تہمت لگانیوالوں کی تہدید و توبیخ میں فرمایا اِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ٥ یعنے جو بیخبر پاکدامن مومن عورت پر تہمت لگائیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں۔ اور ان کے لئے بڑا سخت عذاب آخرت ہے۔ قیامت کے دن ان کے مقابلہ میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے عملوں کی گواہی دینگے۔ اس دن اللہ ان کو ان کا پورا پورا واجب بدلہ دیگا۔ اور وہ جان لینگے کہ اللہ ہی سچا اور سچ کو سچ کر دکھانیوالا ہے " اکثر مفسرین نے جن میں علامہ زمخشری بھی ہیں فرمایا ہے کہ جس نے قرآن شریف کا تصفح اور تتبع کیا ہوگا۔ وہ اس آیت سے بڑھکر کسی اور آیت میں تخویف اور تہدید نہ پائیگا۔ اور یہ امر حضرت عائشہ صدیقہ کے خدا کے نزدیک بلند مرتبہ اور عظیم الشان ہونے کی دلیل ہے۔ اور ان کی تعظیم شان اور تعظیم نبی علیہ السلام کی تعظیم ہے۔

حضرت علی رضؓ اور انکے صحابہ کا اعتراف بفضیلت اصحاب ثلاثہ

اہلسنت والجماعت کا جو مذہب ہے کہ چار یار کبار کی فضیلت ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔ اس پر دلائل کثیرہ وافر اور صحیح و متواتر اور خود حضرت علی رضؓ اور اکابر علمائے اہلبیت سے ثابت ہیں۔ اور ان دلائل کو ایک جم غفیر اصحاب علی رضؓ نے نقل کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ کوفہ کے منبر پر حضرت علی رضؓ اپنی خلافت کے دوران

Marfat.com

میں خطبہ پڑھتے اور یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ نبی علیہ السلام کے بعد افضل الخلق ابوبکر رضؓ ہیں۔ پھر عمر رضؓ۔ یہ سب اقوال کتب آئمہ رضؓ میں مبسوط منقول ہیں۔ اور ان کا انکار محض عناد و مکابرہ ہے۔ جب کوئی مخالف سُنّی سے ان اقوال کا مطالبہ کرے تو سُنّی کو چاہئے کہ کتب آئمہ جن میں یہ اقوال بالتصریح مذکور ہیں۔ پیش کرے۔ حضرت ابوبکر رضؓ کی اقدمیت خلافت کے متعلق بھی کتاب و سنت سے اہلسنت کے پاس دلائل کثیرہ ہیں۔ بعض صریح اور بعض بالاشارہ اور تحقیق حضرت علی رضؓ سے حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کی حقیقت کا اعتراف ثابت ہے۔ اور اس کو حضرت علی رضؓ کے اصحاب کے ایک جم غفیر نے نقل کیا ہے۔ جو تواتر کے درجہ کو پہنچتا ہے۔ اس کا انکار محض عناد اور مکابرہ ہے۔ پس جب مخالف اس امر کا بیان چاہے۔ تو سُنّی کو چاہئے کہ اسے کتب آئمہ دکھادے۔ جن میں یہ اقوال و روایات مذکور ہیں۔ (دائرۃ الاصلاح نعرۂ حیدری وغیرہ میں نہج البلاغۃ وغیرہ سے حضرت علی رضؓ کے ایسے اقوال پیش کرچکا ہے۔ جسے شیعوں نے سکوت سے مان لیا ہے)

حضرت علیؓ کو پابندِ تقیہ بتانا بہتانِ عظیم ہے

سُنّی کے لئے لازم ہے کہ وہ مخالف پر تقیہ کے ابطال پر جسے روافض حضرت علی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حجت و برہان قائم کرے۔ مولا علی رضؓ تقیہ سے بری ہیں کیونکہ ان کی طرف تقیہ کی نسبت کرنا ان کے لئے (حاشاہ اللہ من ذالک اللہ پاک رکھے ان کو اس سے) ذلت اور بزدلی کو لازم کرتا ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ تمام بنی ہاشم کو بھی ذلیل اور نامرد بناتا ہے۔ حاشاہم اللہ من ذالک۔ اگر حضرت علی رضؓ خلفائے ثلاثہ سے قبل اپنی خلافت چاہتے تو ان کو کافی طاقت حاصل تھی کہ وہ بزور خلیفہ بن جائیں۔ اگر ان کے پاس کوئی نص ہوتی یا اپنے آپ کو زیادہ مستحق سمجھتے تو ضرور خلفاء ثلاثہ سے تنازع اور مخاصمت فرماتے اور ضرور ان کی مدد اور نصرت کے لئے لوگ کھڑے ہو جاتے۔ لیکن حضرت مولا علی رضؓ نے اسی کو حق جانا کہ خلفاء ثلاثہ کی اطاعت کی جائے۔ جیسا کہ صحیح اسانید کے

Marfat.com

ساتھ احادیث مروی ہیں۔ اور ان میں اس امر کی تصریح ہے کہ خلفائے ثلاثہ رضؓ ہی کو اول استحقاقِ خلافت ہے۔ اور انہوں نے علی الرغم قولِ روافض خلافت کا دعوےٰ نہ کرنے میں تقیہ سے کام نہیں لیا۔ اگر آپ کے پاس کوئی نص ہوتی تو اسے ظاہر فرماتے اور چھپا نہ رکھتے۔ جب اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا زمانہ ختم ہو گیا تو حضرت علی کی باری آئی۔ پس آپ نے ان کے ساتھ نزاع کی جو اُن جیسے نہ تھے۔ اور حرب و ضرب سے کام لینے میں تقیہ نہ فرمایا۔ پس حضرت علی رضؓ کی طرف تقیہ کی نسبت کرنا معاذ اللہ آپ کی تحقیر اور تذلیل کرنا ہے۔ اگر آپ کی طرف نسبت تقیہ صحیح مان لی جائے۔ تو آپ کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہتا۔ کیونکہ پھر آپ کے ہر قول اور فعل پر تقیہ کا احتمال ہوگا۔

روافض کا حملہ صحابہ رضؓ پر نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ پر ہے

روافض حضور علیہ السلام پر بھی جسارت کر کے آگے بڑھے اور ان کی طرف بھی تقیہ کو منسوب کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ کی خلافت کی حقیت پر مثل حدیث مروا ابابکر فلیصل بالناس کے حجج واضحہ قائم ہیں۔ صحابہ کرام بدیہی طور پر جانتے تھے۔ کہ لوگوں کی امامت امیر و خلیفہ ہی کیا کرتا ہے۔ اور وہی مستحق امامت ہوتا ہے۔ پس حضور صلعم کے اس ارشاد سے تمام صحابہ رضؓ نے سمجھ لیا کہ آپ کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر رضؓ ہیں۔ اور یہ حدیث مستفاض و متواتر ہے۔ اس کا انکار ناممکن ہے اور اکثر صحابہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ منجملہ ان کے حضرت علی رضؓ سے بطرقِ صحیحہ کثیرہ مروی ہے۔ روافض قاتلھم اللہ انی یؤفکون کہتے ہیں۔ کہ حضور صلعم نے یہ امر بطور تقیہ فرمایا تھا۔ باوجودیکہ اہلسنت والجماعت کے پاس حضرت ابوبکر رضؓ کی تقدیم خلافت پر حضرت علی رضؓ کے فرمودہ بہت سے دلائل ہیں۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ کوئی دلیل سوائے اس حدیث امر کے یعنے جس میں حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضؓ کی امامت کا حکم دیا ہے۔ نہیں تو بھی یہی ایک حدیث ان کی اقدمیت کے لئے کافی ہے۔ اور کافی کیوں نہ ہو جبکہ اس کے ساتھ خلافتِ صدیق رضؓ پر صحابہ کرام کا اجماع بھی ہے۔ اور بموجب حدیث نبوی امت

Marfat.com

سب کی سب گمراہی پر مجتمع نہیں ہو سکتی۔ حضرت علی رضؓ سے بطور صحیح اس امر کی تصریح ہے کہ تمام صحابہ حضرت ابو بکر رضؓ کی بیعت میں داخل ہوئے اور کوئی پیچھے نہ رہا۔ پس ان کی خلافت کو صحیح نہ کہنا اس امر کا مستلزم ہے کہ معاذ اللہ سب صحابہ رضؓ خاطی تھے۔ سب نے خطا کی اور امت کا اجماع گمراہی پر ہوا۔ حاشا ھم اللہ من ذالک۔ نیز اس سے حضور علیہ السلام کی بہت سی احادیث کی تکذیب لازم آتی ہے مثل حدیث لا تجمع امتی علی ضلالۃ کی یعنے میری امت گمراہی پر اجماع نہیں کرسکتی۔ نیز اس سے تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن شریف کی جو ان کے صدق کی گواہی بالفاظ اولئک ھم الصادقون دیتا ہے۔ اور ان کے مستحق جنت ہونے کی خبر بھی زور سے دیتا ہے۔ الی غیر ذالک من المحذورات کہ جو ان گمراہوں پر لازم آتے ہیں۔ نیز ابطالِ شریعت کا الزام ان پر لازم آتا ہے۔ اسلئے کہ شریعت امت تک صحابہ رضؓ ہی کے ذریعہ سے پہنچی۔ بلکہ ان پر یہ بھی لازم آتا ہے۔ کہ قرآن پاک کی صحت مشکوک ہے۔ کیونکہ وہ ہم تک صحابہ رضؓ ہی کے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تمام مذاہب مبتدعہ خیالات اور ضلال و گمراہی ہیں۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ کامل میں جہاں عبیدیین کا تذکرہ کیا وہاں لکھا ہے کہ مبتدعین صحابہ رضؓ پر طعن کرکے شریعت پر طعن کرنے کا قصد کرتے ہیں۔ کیونکہ شریعت ہم تک انہی کے واسطہ سے پہنچی ہے۔

اہلسنت کے مذہب کی خوبی

مذہب اہلسنت نہایت پاکیزہ اور پسندیدہ مذہب ہے۔ کہ اس میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ نہ کسی صحابی پر طعن ہے نہ قرآن شریف و سنت کی کسی شئے کی تکذیب۔ یہی وہ مذہب ہے۔ جس پر نبی علیہ السلام اور جمیع صحابہ کرام تھے۔ پس مذہب اہلسنت بہ نسبت مذہبِ مبتدعہ کے مشیرِ خالص کی مانند ہے۔ جو شخص علم و معرفت سے حصہ رکھتا ہو۔ اور اہلسنت والجماعت اور ان کے مخالفین کے دلائل کو بنظرِ انصاف دیکھتا ہو وہ ضرور اس کی حقانیت سے واقف ہو جائیگا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اہلسنت کے دل کو منور کیا۔ اور ان کی بصیرت کو دُور کر دیا ہے۔

Marfat.com

شیخین رضؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشیر کار تھے

جو شخص کتب حدیث میں غور اور حضور علیہ السلام کی سیرت میں بعثت سے وفات کے وقت تک تامل کریگا وہ شیخین رضی اللہ عنہما یعنے حضرت ابو بکر رضؓ وحضرت عمر رضؓ کی قدر ومنزلت کو پہچان لیگا - کہ وہ حضور کے نزدیک کس قدر بلند رتبہ تھے - حضور ان کو قرب ونزدیکی عطا فرماتے - ان سے مشورہ لیتے - وہ حضور کی موجودگی میں حکم نافذ کرتے اور فتوے دیتے تھے - بعض امور میں حضور کی طرف رجوع کرتے اور بسا اوقات حضور صلعم کسی کام کو کرنا چاہتے یا کسی بات کا حکم دینا چاہتے اور شیخین یا ایک ان میں سے اس کا خلاف دیکھتے تو حضور سے بار بار مراجعت کرتے - پس حضور ان کی رائے کے موافق عمل کرتے اور ان کی رائے کی طرف رجوع کرتے - اگر ان کی رائے باصواب نہ ہوتی تو حضور ہرگز ان سے موافقت نہ کرتے اور کبھی اپنے ارادہ سے نہ لوٹتے - اگر ان کی رائے ناقص مانی جائے تو لازم آئیگا کہ معاذ اللہ نبی علیہ السلام نے خطا کی حالانکہ حضور خطا سے معصوم ہیں - جب رافضیوں پر اس قسم کی دلیلیں پیش کی جاتی ہیں تو کہدیا کرتے ہیں - کہ حضور علیہ السلام ان کی موافقت تقیۃً کرلیا کرتے تھے معاذ اللہ منہا - تقیہ کا اتہام لگانے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ حضور علیہ السلام کے کسی قول وفعل پر اعتماد نہ کیا جائے - کیونکہ ہر ایک میں تقیہ کا احتمال ہے - لہذا حقیقت مستور بلکہ معدوم - امر حق یہ ہے کہ روافض سرے سے احکام شریعت ہی کو باطل کرنا چاہتے ہیں -

کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ شیخین رضؓ کی یا بعض معاملات میں اُن دونوں میں سے کسی ایک کی حضور علیہ السلام کے ساتھ مراجعت اس نیت سے تھی کہ معاذ اللہ حضور کی بے ادبی یا مخالفت کی جائے - شیخین رضؓ خوب جانتے اور پہچانتے تھے - کہ حضور علیہ السلام ہماری رائے سے مسرور وخورسند ہوتے ہیں - اور یہ حضورؐ کے دربار میں شیخین کو منزلت عظیمہ حاصل ہونے کی وجہ سے تھا - کہ حضور ان کے مشورہ کو بطیب خاطر سنتے اور عمل فرماتے تھے - اور قرآن شریف کی بہت سی آیات حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوئیں - اور

Marfat.com

اسیران بدر کے معاملہ میں بھی خدا نے حضرت عمر رضؓ ہی کی رائے سے اتفاق کیا جیسا کہ کتب ائمہ میں مبسوط ہے۔

نصرت شیخین رضؓ و علی رضؓ

جس وقت اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلعم کو مبعوث فرمایا تو سب سے زیادہ مدد حضرت ابوبکر رضؓ ہی نے حضور علیہ السلام کی کی۔ آپ اوامر الٰہی کی تبلیغ میں حضور علیہ السلام کے اعانت کرتے اور لوگوں کو حضور کے دین میں داخل ہونے کی ترغیب دیتے اور جو لوگ حضور کی ایذا رسانی کے درپے ہوتے ان کی مدافعت کرتے۔ صدیق رضؓ کو قریش کے ہاتھوں سخت اذیتیں بھی پہنچیں۔ جیسا کہ کتب سیر سے ظاہر ہے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مشرف باسلام ہونے کے بعد بعثت کے چھٹے برس حضور علیہ السلام کی نصرت کے لئے کھڑے ہوگئے وہی کفار قریش پر سب سے زیادہ شدت کرنے والے تھے۔ جس طرح وہ قبل از اسلام مسلمانوں پر سخت و شدید تھے۔ اسی طرح اسلام قبول کر کے وہ کافروں پر تمام لوگوں سے زیادہ سختی کرنے لگے۔ یہانتک کہ ان کے قبول اسلام کے وقت اللہ تعالےٰ آیت يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ نازل فرمائی۔ یعنی اے حبیب صلعم آپ کے لئے اللہ اور جو لوگ آپ پر ایمان لے آئے ہیں کافی ہیں آپ دوسروں کے قبول اسلام میں دیر کرنے کی پروا نہ کریں۔ پس اس آیہ کریمہ کا ان کے قبول اسلام کے وقت نازل ہونا ان کی مزید بزرگی کی دلیل ہے۔ گویا اس آیت میں مقصود بالذکر حضرت عمر ہی ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ یعنے جب سے عمر رضؓ اسلام لائے ہم ہمیشہ عزت سے رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ شروع بعثت نبوی میں بہت چھوٹے تھے۔ گو بڑے ہو کر آپ سے نصرت ماثورہ اور مواقف مشہورہ ظاہر ہوئے مگر حضرت ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ آپ سے اس لئے ممتاز ہیں کہ انہوں نے حضور کی اس وقت مدد فرمائی جبکہ جماعت کفار قریش فے آغاز اسلام میں اہل اسلام پر سختی و شدت کی۔ اور اسی طرح بقیہ عشرۃ السابقین فی الاسلام کا رتبہ ہے۔ یہ قاعدہ ہے۔

Marfat.com

جو شخص کسی بادشاہ اسلام کی رہم کہتے ہیں خواہ کسی اور بادشاہ کی بھی) سلطنت کی بنیاد رکھنے میں اعانت کرے اور اس کے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی نصرت و مدد فرمائے۔ حتیٰ کہ اُس کا تسلط بیٹھ جائے۔ اور وہ اپنی مراد میں کامیاب ہو جائے تو وہ شخص اپنے عزیز و اقارب سے زیادہ اس کا مقرب و محبوب بن جاتا ہے۔ پس اے مخاطب سوچ کہ تو کیا کہتا ہے ان تمام لوگوں کی نسبت جنہوں نے اسلام لانے میں سبقت کی۔ نبی صلعم کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ساتھ نہ چھوڑا۔ یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غلبہ دیدیا۔

مبتدعین (اہل رفض) حضرت علی رضؓ کی قرابت کی طرف تو نظر کرتے ہیں۔ مگر ان امور کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور حضرت مولیٰ علیؓ کے اس قول کو مہمل گردانتے ہیں۔ کہ لا یجتمع حبی و بغض ابی بکر و عمر فی قلب مومن یعنے مومن کے دل میں میری محبت اور ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کی عداوت جمع نہیں ہو سکتی۔

اے ذوق نہ کر نور میں آمیزش ظلمت کیا کام تبرّے کو محبت میں علیؓ کی

اور اس طرح اُن آیات و احادیث کو جو فضائل شیخین رضؓ وغیرہم میں ہیں مہمل قرار دیتے ہیں۔ پس اُن کے مذہب کی رُو سے شریعت جو ہم تک بواسطۂ صحابہ کرام پہنچی ہے باطل ہو جاتی ہے۔

صحابہؓ کے معاملہ میں اہلسنت کا مذہب

اہلسنت والجماعت حق قرابت نبوی کو ضائع نہیں کرتے بلکہ ان کی بزرگی کو پہچانتے ہیں۔ نہ ہی وہ حقوق صحبت و موازرت اور نصرتِ صحابہ کو رائگان کرتے ہیں۔ پس وہ ہر حقدار کو اس کا حق دیتے ہیں۔ جبکہ ان کے نزدیک وہ تمام آیات و حدیث جو صحابہ کی شان میں وارد ہوئی ہیں۔ صحیح طور پر ثابت ہیں۔ تو وہ جو اختلاف صحابہ میں واقع ہوئے وہ اُن کی تاویل اور ان کے اختلاف کو اجتہاد اور طلب حق پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ اور انہیں پاکیزہ اور عمدہ محامل پر حمل کرتے ہیں۔ پس انہوں نے جو مسلک اختیار کیا ہے۔ وہ بہترین مسلک ہے۔ کیونکہ

Marfat.com

اگر وہ اُن میں سے کسی ایک پر بھی طعن کریں۔ تو اُن آیات و احادیث کے مکذب ٹھہریں۔ جو صحابہ رضؓ کی شان میں وارد ہیں۔ اور نیز اس طریق سے ابطال شریعت لازم آتا ہے۔ جو ہم تک انہی کے واسطہ سے پہنچی ہے۔ پس اہلسنت نے صحابہ رضؓ کی عدالت کا حکم کیا۔ اور جو کچھ اُن سے آیات و احادیث حاصل ہوئیں۔ اُن کو قبول کیا۔ مبتدعین جو حکایت کاذبہ نقل کرتے ہیں۔ اور مورخین جو اخبار کاذبہ روایت کرتے ہیں۔ وہ سب کی سب گمراہ فرقوں کے اختلاقات ہیں۔ ان گمراہوں کا ایسے جھوٹے بیان کے نقل کرنے سے مقصود یہ ہوتا ہے۔ کہ مومنین کے سینوں میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے کینے بھر دیئے جائیں۔ لہذا ان حکایات کاذبہ کی طرف مطلق التفات نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان اکاذیب سے اُن آیات و احادیث کی تکذیب ہوتی ہے۔ جو صحابہ رضؓ کی ثنا میں وارد ہیں۔ اور ہم قبول نہیں کرتے مگر اسی چیز کو جسے اسانید صحیحہ سے ثقات آئمہ رحؒ نے مروی کیا ہو۔

ہم ان روایات کی جو صحابہ کے باہمی مشاجرات کے متعلق ہو تاویل کرتے ہیں۔ اور اُن کے احسن محامل تلاش کرتے ہیں۔ اور ان کو ایسے اجتہاد پر محمول کرتے ہیں۔ جس سے مجتہد مصیب کو دوہرا ثواب اور مخطی کو اکہرا ثواب ملتا ہے۔ تفاضل صحابہ (یعنے ایک کو دوسرے پر تفضیلت دینے) کا مسئلہ جو اہلسنت کے نزدیک ثابت ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ فاضل کی نسبت مفضول میں نقص کا اعتقاد نہ رکھا جائے۔ جہاں ایک صحابی کو دوسرے پر تفضیلت دے وہاں یہ بھی اعتقاد رکھے کہ تمام صحابہ درجہ کمال و فضل تک پہنچے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی صحبت اور نصرت سے اُن پر حضور علیہ السلام کے انوار جلوہ گر ہوئے اور وہ اپنے بعد آنے والے تمام لوگوں پر تفضیلت لے گئے ان میں سے کسی ایک کا حضور صلعم کے ساتھ ایک ساعت قیام کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور یہ یہانتک ثابت ہے۔ کہ اگر بچہ کو بھی حضورؐ کا شرف صحبت ایک لحظہ کے لئے بھی ثابت ہوا تو اس کی فضیلت بھی دوسروں پر مسلم ہے اور مومن کو کسی صحابی کی نسبت نقص کا اعتقاد کرنے سے ڈرنا چاہئے اور کسی کو سب و شتم کے ساتھ جیسا کہ بہت سے مرتکبین کا شیوہ ہے۔ تعرض نہیں کرنا

Marfat.com

چاہیئے۔ سب وشتم کرنے سے فاعل پر لعنت واجب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ یعنے جس نے صحابہ کو گالی دی یا بُرا کہا اس پر خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت۔

لعنت کرنا نہ مستحب ہے اور نہ اُسکے متعلق قیامت کو سوال ہوگا

جو لوگ لعن وطعن کرتے ہیں اُن کا بھی اقرار ہے کہ سب کرنا نہ واجب ہے نہ مستحب۔ اگر لعن طعن کو ترک کر دیا جائے تو اللہ تعالےٰ نہیں پوچھے گا کہ تو نے اسے کیوں ترک کر دیا تھا۔ اگر لعن وطعن عبادت ہوتی تو اللہ تعالےٰ ابلیس لعین پر جو بدترین خلائق ہے لعن کا حکم فرماتا۔ اور نیز دیگر کافروں مثل فرعون۔ ہامان اور قارون وغیرہ پر۔ اگر انسان اپنی تمام عمر میں ان کفار مذکورین سے کسی کو لعنت نہ کرے تو اللہ اس پر عذاب نہ فرمائیگا۔ اور نہ سبّ چھوڑ دینے پر سوال کرے گا۔

پس کیا ہو گیا ہے۔ ان مبتدعین کو کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لعنت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں۔ جنہوں نے تن من دھن سے حضور علیہ السلام کی مدد کی اور ان کی شریعت کو امت تک پہنچایا۔

لطیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کسی منکر بعث (یعنے قیامت) سے مناظرہ کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اگر جو کچھ تو کہتا ہے۔ کہ آدمی مر کر پھر نہیں اُٹھیں گے سچ ہے تو ہم اور تم دونوں نے نجات پائی۔ اور اگر وہ سچ ہے جو کچھ میں کہتا ہوں (یعنے حشر کا واقع ہونا) تو ہم نے نجات پائی۔ اور تم ہلاک ہوئے۔ پس ہم ہر حال میں ناجی ہوئے اور تم علے الانتظار رہے۔ یعنے تمہاری نجات دیکھنے پر موقوف رہی۔ پس حضرت علی رضؓ کے اس سوال کا منکر سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

روافض[۱] سے حضرت علی رضؓ کا سا سوال کرو

[۱] دیکھو کافی کی کتاب الروضہ صت ۱۶

مبتدعین سے جو صحابہ رضؓ پر لعنت کرنا روا رکھتے ہیں پوچھو کہ اگر تمہارا جواب صحیح ہے کہ لعنت ترک کرنے والے سے نہ اس کے متعلق سوال ہوگا۔ اور نہ عذاب تو ہم اور تم دونوں نجات پاگئے۔ اگر وہ بات ٹھیک ہوئی جو اہلسنت کہتے ہیں یعنے لعنت نہ کرنا تو ہم تو ناجی ہوگئے اور بدعتی ہلاک۔ پس اہلسنت ہر حال میں نجات پانے والے ہیں اپنے اہل بدعت پُرخطر راہ پر ہیں۔ اور یہ تقریر بسبیل تنزل اور اخیر درجہ میں کی جائے ورنہ یوں تو مبتدعین اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنے کی وجہ سے قطعاً ہلاکت میں ہیں۔

ایک لطیف سوال اور دعا پر خاتمہ

یہود سے اگر سوال کیا جائے کہ بہترین انسان تمہارے نزدیک کون ہیں۔ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اصحاب موسےٰ علیہ السلام اگر نصاریٰ سے دریافت کیا جائے کہ تمہارے نزدیک خیر الناس کون ہیں۔ تو یقیناً وہ جواب دینگے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے اصحاب۔ اگر اس فرقہ سے پوچھا جائے جو صحابہ سے بغض رکھتا ہے۔ تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ معاذ اللہ سب سے بُرے لوگ اصحاب محمد صلعم ہیں۔

یا اللہ ہمیں اصحاب رسول اللہ صلعم کی محبت عطا فرما۔ اہلبیت کی محبت دل میں بھردے۔ اسی پر زندہ رکھ اور اسی پر مار۔ اسی پر اٹھا اور ہمکو ان میں سے ہر کسی سے بغض رکھنے سے محفوظ رکھ۔ ہمیں ان میں نقص اور برائی نکالنے کی بدی پیدا نہ ہونے دے۔ بیشک تو اس پر قادر ہے۔ اور دعا قبول کرنے کے لائق ہے۔ وصلی اللہ علےٰ سیدنا محمد ؐ وعلےٰ آلہٖ وصحبہٖ رضؓ وسلم۔

دائرۃ الاصلاح کا سالانہ چندہ کم از کم تین روپیہ ہے

Marfat.com

شیعیانِ لکھنؤ کی کمینہ حرکت

حضرت علیؓ کی ذات ستودہ صفات پر نہایت سفیہانہ حملہ

روزنامہ حقیقت لکھنؤ۔ رسالہ النجم ۱۶؍ ۔ روزنامہ سیاست مورخہ ۹؍ اور زمیندار ۵؍ مارچ ۱۹۲۵ء کے مطالعہ سے معلوم ہوا۔ کہ شیعیان لکھنؤ نے محلہ منصور نگر میدان ایلچ خان میں ایک ڈرامہ **صحبت سرور** (مجلس تبرّا) کے نام سے منعقد کیا۔ جس میں بڑے اہتمام سے شہر کے ہندوؤں کو بھی شریک کیا گیا اس تھیٹر میں جن ناپاک حرکات کا صدور ہوا۔ ان کے تصوّر سے بدن کانپتا ہے ان کی تفصیل لکھنا غالباً کسی سُنّی کے امکان میں نہیں ہے۔ خداوند کریم بڑا حلیم ہے۔ ورنہ یہ حرکات اس قابل تھیں کہ آسمان گر پڑتا۔ زمین پھٹ جاتی۔

جس قدر افترا پردازیاں شیعوں کی کتابوں میں ہیں۔ ان تمام خرافات کو واقعۂ تاریخی کا لباس پہنا کر تماشے میں پیش کیا گیا۔ اور دل کھول کر تبرّا بازی کی گئی۔ حضرت فاطمہ رضؓ پر معاذاللہ دروازہ گرائے جانے اور حمل ساقط کئے جانے کا سین دکھایا گیا۔ حضرت علی رضؓ کی گردن میں معاذاللہ رسّی ڈالکر کھینچے جانے اور جبری بیعت لئے جانے کا منظر پیش کیا گیا ؎

اے محمدؐ گر قیامت سر بروں آری ز خاک ٭ سر برآور دیں قیامت در میانِ خلق ہیں

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ شیعے ایسی حرکات سے اپنے محبِ اہلبیت ہونے کا ثبوت دیتے ہیں یا مبغض ہونے کا۔ بخدا دنیا میں یہ کسی عقلمند دوست کا کام نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے دوست کی بیعزتی کی نقلیں بنا بنا کر لوگوں کو دکھائے۔ ہم تو جب مانیں کہ کوئی شیعہ اپنے ماں باپ کی بیحرمتی کی تصویر کھینچ کھینچ کر پیش کرے چلو ہم والدین کے سوال کو جانے دیتے ہیں۔ اور بڑے سرگرم سادہ شیعہ سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا وہ گوارا کریگا کہ اپنے دوست اور شیعی بھائی کے جس شرمناک فعل کا

Marfat.com

وہ چشمدید گواہ تھا۔ اور جس کا الزام حسب معمول سنیوں کے سر تھوپا گیا تھا۔ اُس کی نقل بنا کر لوگوں کو دکھائے یا کم از کم اس قصّہ کا جو بمقابلہ فرضی ہتکِ عزت شیر خدا وزوجہ اسد اللہ الغالب بالکل تازہ اور کل کی بات ہے) مجلس میں ذکر کرکے کسی کی مظلومیت کا داد طلب ہو یا نالۂ و فغاں بلند کرے؟ اگر نہیں کرے گا اور یقیناً نہیں کریگا تو ہم شیعوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا رسول اللہ صلعم کے اصحاب واقارب ہی معاذ اللہ ایسی کس میرسانہ حیثیت میں ہیں۔ کہ ہر ناشستہ رُو اُٹھے اور اُن پر افترا کرکے انہیں لوگوں کی نظروں سے گرائے۔ خدا کے فضل سے ابھی کروڑوں مسلمان موجود ہیں جو کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ رسول اللہ صلعم کے داماد اور بیٹی کی ہتک عزت کے جھوٹے قصّوں کی نقلیں بنائی جائیں۔ ان شیعوں نے حبّ کے لباس میں جس قدر حضرت علی رضہ کی بیعزتی کی ہے وہ کبھی خارجیوں نے بھی نہ کی ہوگی۔ ہندو دوسہرہ میں جو نقلیں بناتے ہیں ان میں راون کی مغلوبیت ومقہوریت اور آخرکار فتح حق کی تصویر کھینچتے ہیں۔ مگر افسوس شیعے محبانِ اہلبیت علی رضہ کہلا کر ان کو ایسی صورت میں پیش کرتے ہیں کہ دیکھنے والے ان کی ہمت اور غیرت پر افسوس کریں۔

متین انگریزی مٹھائی فروش کا واقعہ ابھی اہل لاہور کے دلوں میں تازہ ہے۔ کہ اُس پر بیوی کے قتل کا شبہ کیا گیا۔ اُس سے کہا گیا کہ بیوی کو لاکر دکھاؤ اور الزام سے برأت پاؤ۔ اس نے کہا کہ میری بیوی گھر میں زندہ موجود ہے بحیثیت ایک پردہ دار مسلمان ہونے کے میری غیرت اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ میں اُسے باہر لاؤں۔ اس کی برآمدگی پر جو اصرار کیا گیا تو اُسے اشتعال آگیا اور اسی میں اس نے جان دیدی۔ ہائے افسوس شیعے اُس شیر بیشۂ شجاعت وغیرت کے دل میں متین جتنا بھی بیوی کا پاس نہیں سمجھتے کہ اُس شیر خدا کی ذلت کی جائے اور اس کے سامنے بیوی سے یہ بدسلوکی ہو۔ اور وہ جان کے خوف سے یا کسی اور مصلحت سے جنبش نہ کرے۔ اور اس کے ماتھے پر بل تک نہ آئے۔ بابو صفدر علی نامی شیعہ جو آخر کار مقتول ثابت ہوا تکیہ ساوھواں میں سے گذرا لکھنؤ کے واقعہ کے متعلق مسلمان لکھنوی شیعی نقالوں

Marfat.com

کی عقل پر افسوس کر رہے تھے۔ وہ شیعہ صاحب بول اُٹھے کہ یہ تاریخی واقعہ[1] ہے کوئی بناوٹی نہیں۔ امام حسین رضہ کے اہل و عیال کی جو بے عزتی ہوئی۔ کیا اس سے بھی انکار کروگے۔ میاں معراج الدین صاحب نے کہا کہ یہاں حضرت علی رضہ کی شجاعت و غیرت زیر بحث ہے کہ اُن کے سامنے ان کی بیوی کی معاذ اللہ بےعزتی ہوئی اور وہ ٹس سے مس نہ ہوئے شیعوں کے علی رضہ کوئی ایسے ہونگے۔ ورنہ جو اصل علی المرتضیٰ تھے وہ بڑے باغیرت اور بہادر تھے۔ کیا حضرت حسین رضہ نے جیتے جی گوارا کیا تھا کہ دشمن اُن کے اہلبیت کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ اور اُن کو اسیر کرے۔ بخدا جبتک امام حسین رضہ اور ان کے بھائی امام ابوبکر رضہ عمر رضہ و عثمان رضہ جو اصحاب ثلاثہ کے ہمنام تھے زندہ رہے۔ کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی کہ اُن کی عورتوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھتا یا یوں کہو کہ وہ اُن کی حفاظت کرتے کرتے شہید ہوگئے۔ امام حسین رضہ اور اُن کے بھائیوں نے یہ غیرت آخر اپنے باپ سے ورثہ میں پائی تھی۔ بازار سے تو نہیں خریدی۔ اگر اُن کی بیوی بیٹی کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی نیت بھی کرتا تو بخدا وہ یا دشمن کو مار دیتے یا خود مرجاتے۔ مگر وہ اُنہی اصحاب میں اسلام لانے کے بعد ۵۳ سال شادان و فرحان رہے جنکو آج اعدائے دین دشمن بتاتے ہیں۔ پس اُن کے قصے سب غلط اور اُن کی روایات سب مفتریات و مجموعہ اکاذیب ہیں۔ یہ سنکر وہ شیعہ صاحب قائل ہوگئے اور یہ کہتے ہوئے رخصت ہوئے کہ یہ قصے یہود نے ہماری کتابوں میں ڈالدیئے ہیں۔ کاش شیعے سمجھ جائیں کہ شیعہ مذہب سراپا یہود کی افترا پردازیوں کا کرشمہ ہے۔ اور اسلام کی مخالفت میں وضع کیا گیا ہے۔ واللہ ولی الہدایہ والرشاد۔

آمد و خرچ رسالہ مناظرہ نادرہ وغیرہ

اخیر دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء تک مبلغ ۳۰/۶ بچت تھی۔ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء میں ۳۶/۲ اور فروری میں ۳۳/۵ آمد ہوئی۔ یعنے کل ایکسو روپیہ سوا پندرہ آنہ ۱۰/۱۳ جنوری میں ۴۳/- خرچ ہوئے۔ لہذا باقی اخیر فروری تک ۵۷/۱۴ رہے۔ رسالہ ہذا کے اخراجات آئندہ رسالہ میں درج ہونگے۔ ناظم خازن دائرہ ۸/۳/۲۵

[1] اس قصہ کی لغویت پر دائرہ کا رسالہ احراق باب فاطمہ قابل ملاحظہ ہے۔

شیعہ و سنی میں اتفاق کس طرح ہو سکتا ہے

جب دائرۃ الاصلاح کی مساعی جمیلہ سے لاہور کے اہلسنت والجماعت نے بدعاتِ محرم سے کنارہ کشی کر لی تو شیعے بہت سٹ پٹائے اور علانیہ لعن و تبرا پر اتر آئے چنانچہ ان کے بیسیوں رسالے مثل ماتھیہ سعادیہ۔ انقلاب اسلام مصباح الہدایت رد الخوارج وغیرہ ہمارے بیان کی تصدیق کے لئے کافی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کئی اور جالیں مسلمانوں کو بدعات میں پھنسانے کے لئے چلیں مگر ناکام رہیں۔ اب انہوں نے ایک اور جال انجمن توحید[سلہ] کی شکل میں بچھایا ہے۔ جس میں مسلمانوں میں اتفاق کرانے کا دانہ ڈالا گیا ہے۔ تقریر کرنے کے شوقین دو ایک سیاسی آدمیوں کو جو مذہب پر اتفاقِ ملکی کو مقدم سمجھے ہیں۔ ان شیعوں نے مدعو کر کے اپنا رنگ جمانے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ محرم میں کوئی سیاسی لیڈر مخالفت نہ کر سکے اور بدعات کی ترویج میں رد کاوٹ نہ ہو۔ ہم ڈنکے کی چوٹ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر شیعوں نے اسی مقصد کو پیشِ نظر رکھکر اتفاق کی طرح ڈالی ہے۔ تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہر کام میں خلوص نیت شرط ہے۔ اگر وہ واقعی مسلمانوں سے اتفاق کے متمنی ہیں۔ تو وہ ہمارے کہنے پر عمل کریں:۔

(۱) اپنے وہمی قرآن کے امام غائب کے پاس موجود ہونے کے عقیدہ سے توبہ کریں اور اپنی کتب تحریفِ قرآن[سلہ] و تصحیف الکاتبین وغیرہ کو تلف کر کے اعلان کر دیں۔ کہ مصحفِ عثمانی کے سوا اور کوئی قرآن نہیں۔ اس میں کبھی کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ اور ہمارا اسی قرآن پر ایمان ہے۔

(۲) مولوی حائری اور ان کے شاگرد احمد علی امرتسری کا توبہ نامہ شائع کریں

سلہ وہ لوگ توحید کی تبلیغ کیا کر سکتے ہیں جو بارہ اماموں کو خدا سمجھے بیٹھے ہوں۔ اور ان کا عقیدہ ہو کہ وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کے مجاز و مختار ہیں۔ دیکھو کافی کی کتاب الحجہ وغیرہ سے منقولہ عبارات مندرجہ رسالہ نمبر ۳۰۔

سلہ دیکھو اس کے رد میں مولوی عبد الشکور صاحب کا لاجواب رسالہ تنبیہ الحائرین جو دفتر

Marfat.com

کہ قرآن کریم پہ اُن کے اعتراضات جو رسالہ الانصاف[1] وغیرہ میں ہیں جہالت پر مبنی تھے۔ اور اس کتاب کے تمام نسخے مجمع عام میں نذر آتش کر دیں۔

(۳) تمام صحابہ کرام سے عموماً اور اصحاب ثلاثہ رض سے خصوصاً جن کے ذریعے اُمت کو کتاب و سنت پہنچی غلامانہ اظہار عقیدت کریں۔ اور اُن پر لعن و تبرا کرنا کفر سمجھیں اور اس توبہ کی توثیق اپنی ان تمام کتابوں کو تلف کر کے کریں۔ جن میں ان کے حق میں علانیہ یا اشارتاً بے ادبانہ کلمات منقول ہوں۔

یہ ہیں فی الحال تین شرائط جن کے پورا کئے جانے پر شیعہ و سنی کے اتفاق کی صورت نکل سکتی ہے۔ اگر شیعے ان شرائط کو تسلیم کر کے بروئے عمل لانے کو تیار نہ ہوں تو ان کے اتفاق کے جلسے محض دھوکا اور فریب ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو ان میں شرکت نہیں کرنا چاہئے۔

مناظرۂ نادرہ اور حضرات شیعہ

چونکہ ہم تا حال اہلسنت کی اصلاح سے فارغ نہیں ہوئے۔ اس لئے ہم نے شیعوں کی طرف توجہ نہیں کی۔ ہم اپنے رسالوں کی اشاعت اپنے بھائیوں تک ہی محدود رکھتے ہیں۔ ہمارا مسلک بزرگانِ دین کی عظمت کا سکہ دلوں میں قائم کرنا ہے۔ اسلئے ہماری کسی تحریر پر کبھی کسی کو شکایت نہیں ہوئی۔ ہمارے تمام رسالے شائستگی اور متانت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ مناظرہ نادرہ ایک عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ جس کا انداز بیان نہایت دل آویز اور مؤثر ہے۔ شیعوں کو اس سے اپنے مذہب کی کمزوری کے بالکل ہی ظاہر ہو جانے کا یقین ہو گیا ہے۔ اسلئے مناظرہ نادرہ کہیں سے مطالعہ کر کے اُن کا دل دھڑکنے لگ گیا۔ اور بدحواسی اور سراسیمگی کے عالم میں انہوں نے اخبار زمیندار پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ اس نے ایک سیاسی پرچہ ہو کر مذہبی کتاب پر کیوں پسندیدہ ریویو لکھ ڈالا۔ اور اس طرح اس کی اشاعت میں مدد کی۔ زمیندار نے صلح کلی کی وضع کو قائم رکھنے کے خیال سے ۸ مارچ کے پرچہ میں لکھ دیا۔ کہ ہم فلاں سید صاحب کے ساتھ خط و کتابت کر کے وہ الفاظ رسالے سے نکال دیں۔ جن سے غلط فہمی پیدا ہونے کا

[1] ملاحظہ ہو اس کے رد میں دائرہ کا رسالہ نقش الاعتساف۔

احتمال ہے۔ ہم اس کے جواب میں بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہم شیعیوں سے گفتگو کرنے کو اسی وقت تیار رہ سکتے ہیں۔ جب وہ قرآن عظیم پر دل سے ایمان لا کر بزرگانِ دین پر لعن وطعن کرنا چھوڑ دیں۔ ورنہ ہم اپنے بھائیوں کی اصلاح میں معروف ہیں۔ ہمارے اوقاتِ گرامی میں خلل اندازی نہ کی جائے۔

سیکرٹری صاحب مجلس عثمانیہ کا خط

ہم نے پچھلے رسالہ میں زیرِ عنوان "روافض کی بدزبانی کا ردِ عمل" ناظرین کو مجلس عثمانیہ سے روشناس کرایا تھا۔ اسے پڑھ کر مجلس کے سیکرٹری صاحب نے ایک طویل خط ارسال فرمایا ہے۔ جو عدم گنجائش کی وجہ سے تمام وکمال درج نہیں ہو سکتا مگر اس کا مفہوم ہم درج کر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ (۱) ہم نہ تبرا باز ہیں نہ تبرا بازی کے دلدادہ (۲) اگر آپ نے اصلاح کا بیڑا اُٹھایا ہے تو دلیری اور جسارت سے کام لیں۔ حضرت امام اعظمؒ بڑے صاف گو بزرگ تھے۔ لہٰذا حنفیوں کو واقعات کا مطالعہ اصلی رنگ میں کرنے کو جرم نہ سمجھنا چاہیئے (۳) جناب صدیق رضؓ نے اُن حضرات سے جنہوں نے آپ کی بیعت نہیں کی چشم پوشی فرمائی اور بیعت جبراً نہیں لی۔ مگر جناب علی المرتضیٰ رضؓ نے اس معاملہ میں چشم پوشی نہیں فرمائی۔ اور جبراً اپنی خلافت کی بیعت لی۔ اب جو بات جناب علی کی خلافت کیلئے جائز ہو سکتی ہے۔ وہ کسی دوسرے کے لئے عند الانصاف کیوں ناجائز ہو سکتی ہے۔ یزید کے حکم سے سمرقند۔ بخارا اور خوارزم فتح ہو کر اُن میں اشاعتِ اسلام ہوئی وہ فاسق وفاجر نہ تھا۔ اس کی بیعت سے صرف دو آدمیوں نے انکار کیا اس کی خلافت پر حضرت علی مرتضیٰ سے زیادہ اجماعِ امت ہوا وغیرہ وغیرہ" حسن نظامی دہلوی جو حضرت علی رضؓ کو خلافِ عقیدۂ اہلسنت بعد از نبی صلعم سب سے افضل ماننے کا عقیدہ رکھتے ہیں دوسری طرف یزید کے متعلق یوں اظہار فرماتے ہیں "میں اس کو اتنا بُرا نہیں مانتا جتنا بُرا اس کو کہا جاتا ہے بیشک اس کی حکومت کے لئے اس کے آدمیوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا۔ لیکن اس کی ذاتی ذمہ داری اس واقعہ میں بہت مشتبہ ہے۔ اس کے افعال واعمال بھی بنی اُمیہ اور بنی عباس کے دوسرے بادشاہوں کی نسبت زیادہ خراب نہیں تھے۔ وہ مسلمانوں میں پہلا وہابی تھا جس نے اپنے باپ کی نصیحت

Marfat.com

کے جواب میں کہا تھا کہ میں صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرونگا۔ سیرۃ ابوبکرؓ اور سیرۃ عمرؓ کی تقلید ہرگز نہیں کرونگا۔ (حضرت علیؓ نے بھی یہی فرمایا تھا) اس کا حساب اللہ تعالےٰ جانتا ہے میں نہیں جانتا کہ اس کو برا کہوں یا نہ۔ دہ درویش دہلی یکم اپریل ۱۶ء جواب مختصر ملاحظہ ہو۔ (۱) پھر تو آپ شیعوں سے بہتر ہیں۔ (۲) چونکہ حضرت امام اعظم رح نے امام حسینؓ پر نکتہ چینی نہیں کی۔ لہذا ان کے مقلد اپنے امام کی روش کے خلاف نہیں کرسکتے ادب کا تقاضا ہے کہ ہم کسی حالت میں بھی یزید کو جناب امام پر ترجیح نہ دیں۔ اگر آپ مرقع واقعات کربلا میں تاریخی واقعات کی نقل پر اکتفا کرتے تو شاید اعتراض نہ ہوتا۔ مگر عبید اللہ بن زیاد کو قتل حسینؓ میں عامل آیات قرآنی بتانا اور وہ آیات بھی غلط کردینا بزرگوں کے مسلک کے خلاف ہے۔ ہمیں قاتلان امام کی حمایت نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ شیعے ہی تھے۔ جو آج بھی سادات کی بے عزتی کرنے پر اس وجہ سے تیار ہوجاتے ہیں۔ مگر وہ تبرائیوں سے کیوں متفق نہیں ہوتے۔ حسن نظامی پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

عشق ما شیوۂ ہر کس برارست ✽ با ما شراب خورد و ضیا نماز کرد

بی بی شہربانو کے متعلق اعتراض

سیکرٹری صاحب موصوف نے ایک اور خط میں بتایا ہے کہ امام حسینؓ کی زوجہ شہربانو نہ تھی بلکہ ایک اور لونڈی تھی۔ جب ایران حضرت عمرؓ کے عہد میں فتح ہوا ہے۔ اس وقت امام موصوف کا لڑکپن تھا۔ لہذا جان شہربانو کا انتخاب ان کے لئے موزوں نہ تھا اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ کافی سے جو شیعوں کے امام غائب کی مصدقہ کتاب ہے۔ شہربانو کا امام حسین رضہ کو بدست فاروق اعظم عطا ہونا ثابت ہے۔ فارس ۲۳ھ میں فتح ہوا۔ دیکھو الفاروق شبلی ص۱۱۱ اسوقت امام موصوف کی عمر ۱۹ سال کی تھی پس لڑکپن والا اعتراض غلط ہے۔ (۲) کتاب المعارف ص۱۳۳ میں ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ امام زین العابدین کی والدہ کا نام سلافہ یا غزالہ تھا۔ جو سندھی لونڈی تھیں جسے بعد از وفات پدر بزرگوار حضرت علیؓ بن حسینؓ مذکور نے اپنے غلام زبید سے بیاہ دیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

معاونین دائرہ کو شادیاں مبارک پچھلے مہینے بہت سے معاونین انجمن ہذا کو خدا نے خوشیاں نصیب کیں (۱) مسٹر حبشی خان

Marfat.com

بہادر مرزا ظفر علی صاحب جج ہائیکورٹ پنجاب کے فرزند اکبر مرزا افتخار علی کی شادی کتخدائی اپنے چچا مرزا امین علی صاحب انسپکٹر پولیس کی دختر بلند اختر سے ہوئی۔ خدا ہر دو معاونین کو شادی فرزند مبارک کرے۔ (۲) خواجہ غلام محی الدین ساکن تکیہ سادھواں کو بھی خدا نے پھر آباد کیا۔ (۳) مولوی محمد شفیع صاحب ساکن کوچہ پیر گیلانیاں بھی بیاہے گئے۔ آپ کی شادی نہایت سادہ طریق پر بغیر باجے گاجے کے ہوئی۔ آپ دائرہ کی مجلس انتظامیہ کے رکن ہیں۔ اس لئے آپ ہی طریق مسنونہ کے پابند نہ رہتے تو اور کون رہتا۔ جناب اللہ (۴) میاں شمس الدین صاحب سوداگر دچرم کے (جن کے ہمیں معاون بننے کی توقع ہے) کا گھر بھی پھر آباد ہو گیا۔ خدا ہر ایک کو شادی مبارک کرے۔ ہمیں اُمید ہے۔ کہ سب صاحبان کتخدائی کی خوشی میں خوشی سے دائرہ کی خاص طور پر اعانت فرما کر ہمیں دوسرے رسالہ میں شکر گذاری کا موقع دینگے۔ (۵) میاں معین الدین صاحب موچی دروازہ کو بھی دوسرا بیاہ۔

پیر غلام دستگیر صاحب نامی کا قابلِ تقلید کام

جیسا کہ ہم نے سابقہ رسالہ میں اُمید لگائی تھی کہ نامی صاحب نے جس طرح اپنی زندگی میں ... کی وفات پر ایصال ثواب کے لئے خالی از نام ونمود کام شروع کیا ہے اسے وہ ختم ... نبھاہیں گے۔ سو ہم خوش ہیں کہ پیر صاحب موصوف ہر قسم کی فضول خرچی اور نام ونمود کی رسموں سے الگ رہے۔ اور جو کچھ چہلم پر بھی فی سبیل اللہ دینی طالبعلموں کو دیا وہ خفیہ دیا۔ بلکہ نہایت دلیری سے کام لیکر اپنے اہل برادری کو جو اہلبیت سمیت آنیکو تیار بیٹھے تھے روک دیا۔ کہ رائگان تکلیف سفر اور خرچ سے بچے رہیں۔ نامی صاحب کا یہ فعل قابل تحسین وتقلید ہے۔ (محمد حفیظ اللہ نائب دبیر)

شیعوں کی عید نوروز کے متعلق دلچسپ نظم

صاحبزادہ غلام احمد خانصاحب ساکن ہنگو ضلع کوہاٹ سے ایک دلچسپ فارسی نظم اسوقت موصول ہوئی جبکہ رسالہ لکھا جا چکا۔ اسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ عید نوروز نمرود کی قائم کردہ ہے۔ ایران کے آخری آتش پرست بادشاہ یزدجرد نے اسکی تجدید کی۔ مگر جب فاروق اعظمؓ کی آب تیغ سے ایرانی آتش کدے سرد ہوگئے تو یہ عید بھی نابود ہوگئی۔ پھر قوت اسلامیہ میں ضعف کی وجہ سے گمراہوں نے اسے جاری کر دیا۔ حضرت علیؓ کے کسی دن سے اس کو کچھ تعلق نہیں نہ شمسی مہینے جن میں یہ عید آتی ہے مسلمانوں میں رائج ہیں۔ پارسی جو اپنے قدیم مذہب پر ہیں اس کو بڑی شان و شوکت سے مناتے ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ ہم نے مولوی حفیظ اللہ صاحب

یہ انجمن نصرت الاسلام کے اشتہار بجواب شیعہ لاجواب ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

1849

Marfat.com

1849

Marfat.com

وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

جنکو رضی اللہ عنہم کی بشارت مل چکی
ہیں یقیناً جنتی وہ جملہ اصحابؓ نبی
خواہ قبل و خواہ بعد فتح مکّہ کی مدد
وعدۂ حسنیٰ کی سبکو مل گئی حق سے سند
کی ثنا جنکی خدا و مصطفٰے نے اسقدر
تو بھی جان و دل سے اُنکی عزت و تکریم کر

الحمد للہ کہ رسالہ نمبر ۱۳۷ الموسوم بہ

خنجر برّان

یعنی

رسالۃ فی کیفیۃ المناظرۃ مع الشیعۃ و ردّ علیہم کا ترجمہ

تالیف العالم الفاضل السید احمد بن زینی دحلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ

جسمیں

شیعوں سے مناظرہ اور اُن کی تردید کا طریقہ بتایا گیا ہے

جسے

دائرۃ الاصلاح لاہور نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کے عُرس کی تقریب پر
بافادۂ اہلسنت ماہ شعبان ١٣٤٤ھ میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا

(مطبوعہ کریمی پریس لاہور۔ نزد کوتوالی قدیم)

ذخیرہ

Marfat.com